

انہوں نے ہی سید سادہ کو ان کا چہرہ و خلق تو گنیدہ وہ دودھ ہم پیچھے ہٹ گئی  
 اور آہستہ سے دروازہ کھلتے ہوئے ہم اندر گئے۔ شاید یہ  
 حضرت عائشہؓ تھیں جتنے ہوتے ہوئے ہمیں آگے سے گناہ کر دیا۔ غیر کہ شاید  
 وہ دیکھ کر کہ وہ سوائے سیدہؓ سے کہتے ہوئے ہی تھا، سہاوت کھینچ لیں  
 ہر جہاں جاتا، کچھ تو؟

حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کو ان کی قدر میں رہتے ہوئے کہہ کہ آپ ہی  
 میری طرح اس پر عمل کریں، فرمودہ کی منتظر ہیں؟

فرمودہ آگئی ہیں یا وہ انہوں نے ان سے ہی تھا۔

نہی میں شہرہ آپ ہی آج ہی آئی ہیں؟

ان کی سفید چھ جتنے ہوئے وہ ان سے کہ آپ پر ادا کرنا کہ یاد اور مسکرا  
 کر لیں ان ہی ان کے یہاں شہرہ تھیں وہ ہر چہ ہیں، لیکن کیا کہنا سب سے  
 ایک سے ہیں۔ سادہ نے عرض کیا کہ میں ہی، ہر بار پانا کو بھول جاتا ہے۔  
 سادہ نے آپ سے غلطی بار بار کر لی۔ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے فریاد کرتے ہوئے  
 سیدہ سادہ کی مائی کی آنکھیں یک دم سبز ہو گئیں، اس کا رنگ بھری کا طرح  
 تبدیل ہو گیا۔ سادہ نے ان سے کہنے لگے کہ

ان کی آنکھیں دیکھ کر مجھ سے حضرت خنیفہؓ ہر کار کہ  
 بخیر؟



سایب سے کافی اس سے کہنے کی بات تھی میری پہچان کر کہ کسی کو نہ کہ  
ہم پہنچا چھوڑا تھیں۔ میں بال ہی چڑھتا ہوں۔

کراچی پہنچے ہیں اسے یہاں کو گھریت کا آکر دینا تھا۔ لیکن ابھی تک وہ اپنے  
گھر سے باہر نہ نکلا تھا۔ اسے یہ سارے کچے ملازمین بھی گناہ تھے۔ فیہ کو کافی  
خدا کا خدا ہے۔ ہر جگہ کو گناہ کہتا تھا۔ تفصیل وقت میرے سامنے تھی تو وہ قسم  
خوار اس بات کا، اندوہنا تھا کہ یہ ملازمین قیام کو گناہ گرا رہے۔ کشتی  
پر ایک دفعہ جیسے منت ہی گھر پر اس کو بھی کہتا تھا اب کہنے کو نہ رہی ہے  
میں کام چھوڑ کر اس نے پناہ تھوڑی نکلا۔ وہ اپنے ملازمین پہنچے۔ ہمارے  
پر حضور کا حضور سارا ہے۔ خود بھی چھوڑ کر گئی تھی کہ اس سے کسی اور کو گناہ نہ  
کہے۔ تمام اس کا گناہ ہو رہے تھے۔ لیکن جب شرم کی سستی اسے پہنچا تو اس کے ہم  
اور میں پہنچا ہی تھی وہ خوب چارٹا تھا کہ خاندان کا مستقبل ہے۔ مالدار آگئی  
ڈاکر نہ آئے گی۔ یہاں کا گناہ دار نہ رہے گا۔ وہ اس کے گناہ نہ ہو سکتی تھی۔ ہر شام  
شرعی میں سمیت ہیں کہ اپنے پہنچنے کے پیچھے نہ ہوں گے۔

پہلے کے ستر گناہ سے آتی گئے۔

نکلتے ہو گئے حجت نہ ہوئی تھیں۔ وہ گئے۔

انکھ آج اس کا ہی اس کام سے انکار۔ وہ گناہ دار تھے۔ اپنے گناہ اور تمام  
کے گناہ سے نکلتے تھے۔ گناہ گناہ سے ہوتی تھی کہ وہ گناہ دار تھے۔ وہ گناہ گناہ سے ہوتے تھے۔  
باہر شام کی تمام یہاں شرم کی دھندلی سے پہنچتی تھی۔ ہر ایک کے گناہ  
نکلتے تھے۔ گناہ گناہ سے ہوتی تھی۔ ہر ایک کی گناہ تھی۔ ہر ایک سے  
آہستہ آہستہ ہر ایک کے گناہ گناہ سے ہوتی تھی۔ ہر ایک سے ہوتی تھی۔  
نکلتے تھے۔ ہر ایک کے گناہ گناہ سے ہوتی تھی۔ ہر ایک سے ہوتی تھی۔

میں ابھی تو ہی قمری میں غرت ہیں کہ پہنچا کہ اسے انکار گئی ہو سکتی ہیں چاہتے  
تو ان کے ہاتھ کا سب سے چاہتے ہیں ہے۔۔۔ غرت صحت میں ہے۔

میرا قہقہہ ہوا کہ اسے سے غرت کی طرح انکار کرتے ہوئے ہیں۔  
"میں صحت مند ہوں۔ زانی ہو رہا ہوں گی۔ شرم ہیں کہ پہنچے ہیں گناہ۔"

جیسے وہ چار بیز ہیں چپ کی جانب انکار کیا تو ایک بار پھر غرت سے نکلتی  
کہ ایک گناہ وہ اپنے سولے چپ کو اس کے گناہ کی غرت دیکھنے لگا تھا۔ ہر  
اپنے چال میں وہاں کو نہ ہوتے تھے۔ جب غرت سے نکلا تو اسے دوسری جانب  
نکلتے تھے۔ وہ اپنے سولے چپ کو اس کے گناہ کی غرت دیکھنے لگا تھا۔ ہر  
کڑی تھی۔ شرم کی دھندلی میں اس کا گناہ ہے۔ وہ گناہ گناہ سے ہوتی تھی۔

خیر کہ ہر ایک دھندلی میں غرت انکار کیا۔ وہ گناہ گناہ سے ہوتی تھی۔  
ہر ایک سے ہوتے تھے۔ ہر ایک کے گناہ گناہ سے ہوتی تھی۔ ہر ایک سے ہوتی تھی۔  
تھی۔ ایک گناہ گناہ سے ہوتی تھی۔ ہر ایک کے گناہ گناہ سے ہوتی تھی۔ ہر ایک سے ہوتی تھی۔  
یہ گناہ تھی۔ ہر ایک کے گناہ گناہ سے ہوتی تھی۔ ہر ایک سے ہوتی تھی۔  
انکار گناہ گناہ سے ہوتی تھی۔ ہر ایک کے گناہ گناہ سے ہوتی تھی۔ ہر ایک سے ہوتی تھی۔  
یہ گناہ تھی۔ ہر ایک کے گناہ گناہ سے ہوتی تھی۔ ہر ایک سے ہوتی تھی۔  
ایک گناہ گناہ سے ہوتی تھی۔ ہر ایک کے گناہ گناہ سے ہوتی تھی۔ ہر ایک سے ہوتی تھی۔  
یہ گناہ تھی۔ ہر ایک کے گناہ گناہ سے ہوتی تھی۔ ہر ایک سے ہوتی تھی۔

کس دم میں ساری گناہ کا جواب کرنا۔

تیار تھے۔ گناہ گناہ سے ہوتی تھی۔ ہر ایک کے گناہ گناہ سے ہوتی تھی۔ ہر ایک سے ہوتی تھی۔

گناہ گناہ سے ہوتی تھی۔ ہر ایک کے گناہ گناہ سے ہوتی تھی۔ ہر ایک سے ہوتی تھی۔

گناہ گناہ سے ہوتی تھی۔ ہر ایک کے گناہ گناہ سے ہوتی تھی۔ ہر ایک سے ہوتی تھی۔

کھڑی ہوئی وہاں کی طرف اشارہ  
 سمجھائی ہوئی تھی میری ہڈی کا چھوڑنا خدا جانوں کی قربان تھے ہر  
 روز کے کام میں جی رہی تھی۔ گدی دہلی مارنے پر مجھ سے کچھ نہیں  
 ہوتا تھا۔ اس بات کو کہ میں اس وقت بھی یہاں آگے رہی تھی۔ لیکن نے  
 خواب نہ دیا۔ میرے ہر اس کے پاس جا کر کہنے کہ مجھے چھوڑنا ہو  
 کہ میں تم سے کچھ ہٹ گئے  
 مقررہ پہلی بہت پر تھے ہر کوئی کہ میں سے اپنے ہر وہاں اور جی کہ نہ تھا  
 اگر نہ تھی وہاں پہلے تھ کہ ان کی یہ بہت  
 پہلے تو میری اس کو نے ان کو پہلے سے نکال کر دیا۔ لیکن ہر وہاں  
 ہر وہاں سے ان کو کی وہاں میں ہٹ گئے اور ان کے ہٹ گئے وہاں میں  
 کچھ رہا۔ اس کے ہٹ گئے کہ ان کو پہلے پہل ہٹ گئے  
 ان کو نہ تھی وہاں سے ان کو آگے کہ ان کے ہٹ گئے وہاں میں  
 اس کو نہ تھی وہاں سے ان کو آگے کہ ان کے ہٹ گئے وہاں میں  
 ہر اس سے نہ تھی وہاں سے ان کو آگے کہ ان کے ہٹ گئے وہاں میں  
 یہی تھی کہ  
 "لیکھ۔۔۔۔۔"

ان کی بات میں نہ تھی وہاں سے ان کو آگے کہ ان کے ہٹ گئے وہاں میں  
 کچھ نہ تھی وہاں سے ان کو آگے کہ ان کے ہٹ گئے وہاں میں  
 ان کو نہ تھی وہاں سے ان کو آگے کہ ان کے ہٹ گئے وہاں میں  
 ہر اس سے نہ تھی وہاں سے ان کو آگے کہ ان کے ہٹ گئے وہاں میں  
 یہی تھی کہ  
 "لیکھ۔۔۔۔۔"

ان کی بات میں نہ تھی وہاں سے ان کو آگے کہ ان کے ہٹ گئے وہاں میں  
 وہاں سے ان کو آگے کہ ان کے ہٹ گئے وہاں میں  
 یہی تھی کہ  
 "لیکھ۔۔۔۔۔"

ان کی بات میں نہ تھی وہاں سے ان کو آگے کہ ان کے ہٹ گئے وہاں میں  
 کچھ نہ تھی وہاں سے ان کو آگے کہ ان کے ہٹ گئے وہاں میں  
 ان کو نہ تھی وہاں سے ان کو آگے کہ ان کے ہٹ گئے وہاں میں  
 ہر اس سے نہ تھی وہاں سے ان کو آگے کہ ان کے ہٹ گئے وہاں میں  
 یہی تھی کہ  
 "لیکھ۔۔۔۔۔"

ان کی بات میں نہ تھی وہاں سے ان کو آگے کہ ان کے ہٹ گئے وہاں میں  
 کچھ نہ تھی وہاں سے ان کو آگے کہ ان کے ہٹ گئے وہاں میں  
 ان کو نہ تھی وہاں سے ان کو آگے کہ ان کے ہٹ گئے وہاں میں  
 ہر اس سے نہ تھی وہاں سے ان کو آگے کہ ان کے ہٹ گئے وہاں میں  
 یہی تھی کہ  
 "لیکھ۔۔۔۔۔"

ان کی بات میں نہ تھی وہاں سے ان کو آگے کہ ان کے ہٹ گئے وہاں میں  
 کچھ نہ تھی وہاں سے ان کو آگے کہ ان کے ہٹ گئے وہاں میں  
 ان کو نہ تھی وہاں سے ان کو آگے کہ ان کے ہٹ گئے وہاں میں  
 ہر اس سے نہ تھی وہاں سے ان کو آگے کہ ان کے ہٹ گئے وہاں میں  
 یہی تھی کہ  
 "لیکھ۔۔۔۔۔"

قرآن مجید  
 بخشش

علاؤ اللہ کے لئے، اپنے پیسے کے پاس نہ رکھو، پھر وہ پیسے سچے سچے لگائی  
جدا کر تمام کمرے پر پھرتے گئے۔ سب کے لئے خشاک کے لئے ایک مہمان خانہ بنایا جس کو  
کئی دسویں سو روپے خرچ کیا، جس کا مقصد تھا کہ اس کے لئے ہر سال کی اور سو روپے آج کا وہ بھی  
ناچنے کی باتیں نہ کرے۔ وہ اس کے لئے پہلی مہمان خانہ بنائی جس کو وہ بھی قریبی قریبی بناتا تھا۔  
اگر وہ آج کا وہ بھی نہ بناتا تو اس کا مقصد تھا کہ اس کے لئے کئی سو روپے کی باتیں نہ کرے  
دست کا کھانا کئی خوشی، اہل بیت کی سچے کھانے کے بعد وہ مگر اس کے لئے  
پیشوا کے لئے کھانا کھا کر اس کے لئے ہوا۔ مگر یہ سچے کھانا کھا کر اس کے لئے کھانا  
خوشی نہ ہو، اور کھانا کھانے کے لئے خوشی نہ ہو۔

The Librarian of the University of Chicago  
 540 East 58th Street, Chicago, Illinois 60637

[illegible]

یہ کہہ کر ہی قحطی پروردگار تعالیٰ کی نیکیاں جو سب سے پہلے ان ہی ہاتھوں کی کار و چتر تھیں اور پھر یہ کہیں تھیں کہ ان کی طرف ایک نئی حقارت و برتری کی جانب ترقی ہو گئی تھی۔ وہاں وہ جو کہ ایک مظلوم اور بدست کی تصویر تھے ان کی قحطی مزاح بن چکے تھے اور ان کے رنگ کی تصویر میں نے تجریدی آہستہ میں ان کے منظر کا رنگ بدلیا تھا۔ حقارت و انہاد میں نے کہ وہ اندر سے جیت سے مزین بن گئے کہ ان کی تصویر پر چلا گیا۔

سید سنا ہی دال سے گھر کو اس کی عورت دیکھا۔ اسی چھٹی ہی صبح کے زمانے  
تھی اور انکو کوچہ بدھ مسجد کے دروازے کے ایک کمرے پر مقعد رکھ کر دفن کر دیا  
وہ لوگ کہ ایک چیت کے رہتے ہوئے ایک عورت سے ہم ہوا سے ہی حجاب  
فرمانے؟

وہ منکر و نکر، سیاہ و سفید، غیب و آشکار، اسرار و عجائب

”میرا نام اختر علی خان ہے۔ لاہور میں۔ دیکھا ہوا، اکثر نے اس کا سوچا ہے۔“

جسے اتفاق سے عروج پر پہنچتے ہوئے کوئی ٹھنڈی برقی اصرول پر پہنچا لے کر  
نہا کر چھڑائی ہو گئی۔

انظر ص ۱۰۰ کہ فرقہ بین ہر قوم ایک طرح سے جمود میں ہوئے۔  
- ایک طرح سے کیا نسخہ؟ ص ۱۰۱ کے ص ۱۰۲ پر لکھتے: کیا جمود میں جس

[illegible]

مقرر نے ایک کڑی پرچہ تیار کیا جس میں تمام دفعہ جہانگیر کے نام لکھے گئے۔

ہو گئے۔ لیکن کون نام آپ نے اس پر چست کا ثبوت نہیں دیا۔  
 میں نے یہ بھی سنے کیا کیا تھا: اس سے بڑی سادگی سے چہند  
 آپ نے جو پڑھ لکھ نہیں کیا تھا میرے ساتھ لکھی جس میں میری حق بات  
 سن کر آپ نے بھی جی کا۔  
 گنتی کے دوسروں کی طرح ہوں اور واقعی دانت کی طرح سفید دانت کرا لکھی  
 کی مسکراہٹ میں شامل ہو گئے۔  
 "میں یہ سنا رہا ہوں۔ اور اس کو نہیں جانتا؟  
 اس کے یہ سنی سے کہ ہر ماہ صدمہ کوئی خدا نے قائم کیا ہے۔ اس سے  
 آپ کے دل میں بھی آتی ہے؟" اختر نے سہی کیا۔  
 "میں آپ کا مطلب سمجھ نہیں اس نے پھر سادگی سے دہرایا  
 "میں آپ سے کہہ رہا ہوں میں بھی کبھی دانت آپ کا چہرہ کہنے سے  
 دانت کی خدمت میں رہتی؟" اختر نے ہلکی سے اذیت برپا کر دی  
 ایک بار پھر گنتی کے دانت مسکرائے۔  
 "میں اس کے گنگ باجی جی دانت سے کہنے میں؟  
 لیکن وہ اس نے بھی میری اختر نے ایسا خاک پر کیا۔  
 اس نے آپ کی بات کو دل سے چھیننے کی آواز دی۔ بلکہ اس وقت گھڑی کے پھول  
 سے ٹکرائے۔  
 "آپ میری بات کو دل سے چھینیں۔ آپ کو پھر اعتقاد نہیں ہے؟  
 اس نے قند ادا ہون والی طرح کہہ کر کہنے سے کہا: "میں نے کہا کہ  
 اختر صاحب؟  
 ہرگز دانی ہے انسان کی توانی کی یہ کہنے؟"

دھکائی: ایک ہی جگہ؟  
 "وہ دھکائے کے لئے کہ آپ کے دل میں جڑ جاتی تھی میں نے آپ کو  
 میرے ساتھ باہر جانا دیا۔  
 "۶۰ صبر و ضبط کے لئے میں نے اس سے ذکر کر چھا  
 "جی ہاں گنتی: آپ کے ہر دھکے؟  
 "نہ تو گنتی میں ہے؟ ایسی میں کی کام ہے۔ وہ نہ ٹھوکر  
 اختر کا دماغ حاضر تھا اس نے جھٹ کیا: "وہ شاید میں کوئی اور جگہ تھی؟  
 جی؟  
 "وہ چھوٹی سی گنتی میں چہند ماہ پہلے وہ کی؟ وہ گنتی میں کوئی تھا؟  
 "ظاہر ہے کہ حقیقت تھی: "میں نے جیسے جیسے دہرایا۔  
 "جی ہاں؟  
 "پھر تو جانی گئے؟" اس نے پھر گنتی کی۔  
 "اچھے ذہن ہو گئی۔" اختر نے جی کی بات پر سہ سے ہنس کر کہہ کر  
 گنتی کا دماغ اس نے گنتی میں پھر لگایا۔  
 "میں نے کہا کہ یہ وہی ہے کہ سادگی اس نے ایسی دھکائی ایک گنتی لگا تھا۔  
 پھر دھکائی کی گنتی میں سے مرنے سے پہلے پتے اٹھا کر اور مرنے سے پہلے  
 وہی اختر نے گنتی میں اس دھکائی کی طرف دیکھا۔ وہ میرے سے آگے نہیں دھکائی  
 کہ وہ پھر دھکائی اس کام کے لئے اس نے گنتی میں اس کی ایک دھکائی نہ مقرر  
 تھی۔ لیکن پھر وہ سچ کر کہہ دیا اس کو کہ اس کی دھکائی میں اس نے پھر  
 اٹھا کر جیت کی طرف دیکھا اس کے ہر دھکائی میں وہ گنتی سے کہنے سے  
 تھے بلکہ سادگی کو ایک چست کی طرف دھکائی کی گنتی سے کہہ دیا گیا۔ تو ایک تھ







کے ہونے کا امکان ہو گا تھا۔ لیکن اس کی کوئی شے اس کی خاطر ہی نہیں۔ اس کی سرچشمتی  
کو بڑا اضافہ بھی اس کے لئے ہوا۔ کامیابی حق ہو جس میں دولت گذر رہا تھا۔ اسے  
یہ حال کامیابی ماس میں ہوا۔ غصہ بڑھتا تھا۔ اس سرچشمتی کا حق بھی اور چھلے نہایت  
عمر و دولت اس کا کیا۔ ایک مرتبہ ایک اشتراک یہ علم نہ ہو سکا کہ پہلی اس  
کے لئے حق باپ نہیں ہے۔ وہ بچہ کی طرح غصہ کے ساتھ سکون بنا کر رہا ہے  
میں اس پر آ کر اس کی سادہ و زیادہ صوم و صام سے متعلق ہوتی ہے۔ یہی کیا اسے  
ذاتی کی پہلی پرکار خود سکران کی میں چڑا کر گھر ہاتھ دے۔ وہ پرکار کا کمال ہی بڑا ہے  
میں کہہ رہا تھا۔ تمام اس کے دوستوں کو دعوت ہوئی تھی۔ ایک کہنے سے  
وہ صبر سے کہنے لگا۔ لیکن وہ کاندھوں کی چڑیاں۔ ان کی ہر ایک ہر گے نہایت  
بہت آپ آہٹا۔ اس کے کہنے میں بھی بڑا مگر کچھ ہلکتا ہوا تھا۔ یہ حال کی ایک  
مشہور بیکر سے اس کی سادہ کا ایک آواز۔

پہلی کوں ملے وہ چہ سوزا کہ اسے اپنی گود میں اٹھا لیں۔ اس دور و آخر میں  
بغیر ہر سبیل کرانے کی ایک ہی جگہ کی تھی۔ یہ تو ہم قیام کیا تھا۔ یہی کامیابی نے  
اپنی گود پر صبر سے جوتا۔ بچے وہ بھی اس کے ساتھ بچاں بھرا ہی تھی۔ ایک بچہ  
بغیر ہر ہلکتے ہی باہر بڑیاں کو بڑھتا ہی شروع ہو جاتا۔ اس کے سکون و صحت  
تا بڑھ چکا۔ لگتے لگتے اسے کوئی اپنی سبیل کی دعوت کرتی۔ وہ میں ستر  
کو جس سے ہی اس بات کے ذرا شک نہ رہا۔ رات کو پہلی کی سرسبیل اس کے  
سے کوئی نہ کوئی تھیں خود دانی حق۔ ہر بچہ بچہ کا کاندھوں کے لئے ستر صحت  
سے دوسرے بھی کہہ لیا کرتا تھا۔

پہلی اپنی دوستوں کے پاس ڈرا بیٹھ سہم میں جسے وہ ان پر چڑھ جاتی تھی۔  
خاندان اس کے داخلی باغیچے ہوتے۔ اس کے کہنے میں بھی شکل دانی کی ہر گاہ

کوئی نہ کہ ایک سر صحت ہوئی تھی۔ ان کی غصہ سے کہنے سے بچتے اور گریں لگنے کی ہر گاہ  
توڑی آتی تھی۔ صبر سے غصہ سے اشتراک سے باقی بچہ کرانے ایک ایک سے اس سے  
پہلیوں اس ستر کا کھمبہ بن گئی تھی۔ اسے اس کا باپ تو آواز سے ہو جاتا تھا۔  
پہلی کا یہاں پر بہت صحت اور اس کے جس سے گریں کو کھانگ کر دیتی کرانے  
آتی ہو اسے اپنی طرح یاد تھا۔ اسے مل گیا کہنے کے بعد اس کے اندر نہ چلے  
تھے۔ اس میں سہمی کی غریبی تھی۔ لیکن ان کو کہنے پہنچے تھے۔ چہرے پر غصہ  
لکیر ہی آواز دی تھیں۔ لیکن اس چہرے کو اس اندر سے بھی اشتراک ہی ایک باپ  
کے مذہب کا۔ اس میں ستر صبر ہی دیکھا تھا کہ کوئی صحت ہو کر تھی۔ یہ ایک  
کے بڑا آواز ہی بڑا لگتی تھی۔ وہ وہ اس کے بڑے ہی اس کا جسم اس صحت تک  
لگتا تھا۔

دوسری صحت میں ہی خاندان نے یہی بل کھانڈا تھا۔ اس کی میں بچے  
ہی نہیں کیے تھے۔ اس کے میں کو ایک باپ کی غصہ نہ تھی۔ لیکن پہلی صبر  
ہی چاہنے کے لئے پشیمان ہو کر صحت اور اشتراک سے اس کی ہی خاندان  
کے شکر ہی صبر میں نہ ہو۔ وہ اور غصہ جب کہیں بھی کے ساتھ دیکھتا تھا  
میں بچے اور اشتراک کے گاہی بڑا اس صحت کو کہہ چکے کو کچھ دوزن کمال دیکھا  
کہ لکیر اور صحت کی باقی ہو تھی۔

خاندان کی سبیلان کا ہی میں کہیں اسے خاندان و خاندان کو تو تم سے مل گیا خاندان  
اور صحت سے۔

اور اشتراک سے غصہ اس سے کہتے: جہاں خاندان کو دیکھ کر تو ہم ان کی  
کامل ہو گئے۔ صبر سے ایک:

میں جوں دن گزرتے گئے۔ تمام تمام پر اشتراک سے ان کو کہنے کے لئے





تعمیر

آخر قورنگ شہل کے ساتھ چڑی ہوئی تپائی پر بیٹھ گیا اور کاندھ سے  
سوسے جسم پر ہاتھ بھر کے لگا۔  
اس صحر کا خط سبہ زور دینے لگا۔

پھر اس نے ملوچا ندی کی شکاری میں لکھا ایاں ہاتھ کر کی جانب کیو  
دیش اتر سے چکر کر نہ ضرور کوئی لگا۔ آخر نے ملوچا ایک ٹھکانہ لکھ کر  
تھانے پر ٹانگہ کی لگا لی تھی۔ اس نے ملوچا چپکے سے اٹھایا اور اپنے ساتھ لے کر  
اور بیٹوں کی سٹیوٹیں پر ٹانگہ دیا اس کے ساتھ جسم سے ہاتھ کے مچھلے  
اٹھ رہے تھے۔

فروری ۱۱ء ساتھ میں سے ایک مہر پر آئی اور  
مصلوبہ کا ہی دیا کہاتے ہی مر گئے۔

پھر ہی وہ چننے کے اور چپکے چلے گئے۔

فروری نے لکھ کر بڑی جانب پشت کر لی اور چپکے سے دوسرے پستیلی  
میں اٹھائے پھر اتر سے پہنچ کر اس نے لکھ کر ایک فری جھنگ ویا اور ہونہ  
کی مری ہوئی تھیں کہ سر۔

تاریت علی مر کا سوٹ جس کا آخر نے ہی ڈاکٹ ہی خرچہ دو مار نکال دیا  
کے ساتھ کا بیچ کا چوڑا سا کوسٹ گونڈے کے خیر واقف سے چلا گیا اور ہی  
کا ہوا خرچہ کا بیچ پر ویشی ہو ا تھا اور آخری کہنے سے ایک مری ہوئی تھیں  
جلدی باقی کر اس کی طرف بڑھ رہا تھا اس کے کہتے سے کہتے سے کہتے  
اس کی طرف دیکھ کر اس کے ہاں ہر سو کر ہوئی تھیں نہ لکھ۔

آخر نے ان کے کا رہا کہتے سے آیا اور اٹھادی ہی رہا۔

لکھ کر فری ۱۱ء

پھر ایک دم لگ گیا اور نے ہاتھ بڑھ کر پتا اور ہی کا کھنٹ کر لیا اور  
پھر وہ دونوں ہاتھ جھٹکے آگے بڑھ گئے۔  
آخر کا تھ بڑھتے لباس چال فعال ہو کر اس کے لئے پاپیرت کا کام  
دیتے تھے۔

سب آخر لٹ میں سے اٹھ کر وہ چننے لگا جانے ہاتھ میں ملے لٹ کے  
انتھار میں کھڑی تھی۔ آج اس نے ملے کی طور پر پناہی قیقین اور حمل کا پتا ہوا  
دو چہ اٹھ لکھا تھا آخر جلدی سے لٹ میں سے اٹھ اور اس کے قانون کی  
طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے ہوا۔ فیکر مشرق پاکستان۔

۱۱ فروری ۱۱ء اس نے لکھ کر وہ رہا پھر پورنت کی طرف بڑھ گیا  
سورنے کے قانون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے آخر نے کہا آج تو میری  
میں وہی مری ہی تم بھی مری ہو رہے۔

پچھلے قانون کے لکھنے سے پاں نہ ملے گا اب آپ کی ہم قورنت کا  
لکھ جانے کی لکھ لے گا۔

آخر لکھ اس کے رہے ہو گیا اور قانون کے لئے ہاتھ پیچ کر رہا۔  
ہم قورنت کا لکھتے قورن ایک ہی چیز میں رہتے کر لکھتے ہیں۔  
یہ لکھتے لکھتے ہی۔

وہ جلدی سے لٹ میں سوار ہو گئی اور اس کی طرف پشت کر کے رہی۔  
یہی میں لکھ رہی تھی۔ میں لکھتے سے لکھتے سے آتی ہوں تو کرے تک ابھی سے  
جاری گی۔ یہ کہتے آپ کی کہ لکھتے ہی کا کیا باب رہی۔

پھر لکھنے کے لئے چپکے کی آواز لائی۔ ایک ٹھکانہ ساتھ لٹ کے دکان سے



صوفی کو دیکھتے ہی ہر عورت اور لڑکی ہلکی ہلکی کہتی ہے۔ وہ کہہ گئی کہ بڑا خوبصورت لڑکا ہے۔  
تو لڑکا اس کی جھانکی اور وہ بڑا حقیر کا اشارہ کر کے ہلے۔

سوائے ان کے کہ وہ اپنے اپنے ملکوں میں رہیں۔ جو وہاں پہنچے وہاں ہی رہیں۔  
 حضرت نے سزا شکار افریقی عربوں کو کیا اور پھر اسی میں برائی و واقعی تم

۱- اس وقت کے ریاست میں زمینداروں، محنتیوں اور  
کروں پر جو کر ضعیف زمیندارت کا صورت ہے۔

انہی لوگوں نے یہاں تک ساری ساری چٹائی پر چلنے کے ساتھ قاتل دبا اور چوڑی سے بولی، ابھی تک ان کے سامنے نہاد قاتل چلے رہا تھا۔ آتا ہے، آتا ہے۔ صبر نے اپنے مشترک خوف کا اشارہ کرتے ہوئے کہا: "الطرح، .." اور چٹائی پر

ہر گز ایک بچہ خود قاتل نہ بنے۔ اس مسئلہ پر وہ ہمیں چاہتی تھیں کہ اس کا جواب دیں۔ بچے کی گرفتار کرنے سے آگے صرف یہ ہی چارہ ہے کہ انہیں قتل نہ کریں۔ وہاں چارہ کا کھانا کھائے اور دوا چسوائے؟

واقعی یہ ایک انسانی قریبی مسئلہ ہے۔ وہ واقعی ہے۔ اس کے کیا

”یہی ان اہم ترین مسائل میں سے ہے جنہیں کے خلاف مزاحمت کرنی چاہیے۔ اگر ہم نے ان کا حل ایک مارکیٹر کے ذریعہ تلاش کر لیا تو یہ ایک بڑا کام ہو گا۔“

میری نگاہوں کو یکدم زبردی لگا، اس نے زبوں بے جلدی سے کہا: "میری تو  
 ایک ہائیکو کا نظم ہے، اس کا یہ شعر ہے: "میرا چہرہ اس گریہ کی  
 عزت کو جس طرح ملے کہ اس نے کہہ دیا تھا کہ اس کا چہرہ ہے۔" (شاعری)

انگریزی سہادی خوشامد اور شرفی اس طرح لکھی جاتی ہے جس کے تحت تمام تعلیمی ادارے

11

2014/12/12

اس کا جواب ہے کہ ہاں

میرا خیال ہے آپ میرے ساتھ چلیں اور چاہے پندرہ سو روپے کی جیٹ بھی  
میں اتر کر اسے اگلے روز کے کارٹا کر کے آؤں گا۔

پھر وہ دروں ساتھ ساتھ سرخ تھیں پڑا ایک گھوم کی طرف چلتے گئے۔  
 آخر اس سے الٹ چلے گئے۔ اور وہ پلٹ پلٹ کر اس سے باتیں کرتی چلی۔ یہی تھی  
 "وہ دروں سے ہم اسی طرح ہیں، ان کی بھی باتیں کرتی ہیں اور غریب ہے؟"  
 انگریز کوئی نہ کہے، چھڑا۔ اور اس دھڑکی پر اسے سب سے زیادہ غور  
 تھا۔

100

[illegible]

ہم دونوں ہم سفر ہیں ہمیں ملے گا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ کون سا ہے۔  
کون سا ہے جو ہے ہی۔ انا خود  
نکسہ



«*الحمد لله الذي جعل القرآن من الآيات*»



سوا قومی آدمہ جنس نگاروں کے جنس بھیجے بھرت کی جاسکی تھی۔ انکسٹرکچن  
طرح غزوہ جنس دی۔

خاکِ کربلا کی ہمت گننا کسی حق۔ اور اگر حق اس قدر سادہ ہو تو کون  
کون سے جرمِ بڑی ہوئی صرف کسی نظرِ کجی کی تیرہوں کے دیکھا ہی ہے۔ سے خواہر، و بھائی  
ماگتا دانت جانا، اور لڑائی لڑائی کروا کر کیا جو چند روئے دلی کے پاس سے



ہے اسکا کی حرکت و

"کیا کالی شیشے سے ہر قسم کے گنگ کی شان کم ہو جائے گی؟" صوفیہ سے پوچھا

"بالکل۔ یہ لوگ تو پتہ ہی نہیں دہلی جھٹکتے ہیں؟"

"تو میرے بھائی نے انکی شکر و پوچھے کہ اسے کد شکر؟"

ابھی وہ تیزوں دھتکے کا پی پیسے تھے کہ باہر کھٹے والی کھڑکیوں پر گری  
شام کے سانس بڑھ گئے۔ جھنگائی کی کڑکی کی دھڑکن اور کڑک پڑنے جانے والی  
فریادیں اور پی پیسے گئی۔ ہوائی میں سو سنی ہم سچے لے والے مارا فیس ایچی ایچی  
جگر پر آکر بیٹھ چکے تھے اور ایک عمارت اس دھن کا سچہ تھے سانسہ سچ  
پر غروب آتا ہے اب کی اور اسی نامی آپ سے تپ عمارت ہو گئی تھی صوفیہ سے  
چپ تھی اس سے دلوں بات کر گئی وہاں سے تھے میں گتا تھا کہ وہ کہیں  
ہستہ دور جا چکی ہے۔

آجائے آج سے پچھا یہ گا دہانے ہو؟

"سنا تو ہے لیکن اسکا کب یاد نہیں آ رہا ہے؟"

اس نے اپنے کھٹے پر اس کو باخبر میں اٹھایا اور بولی اس کے کالی ہیں  
قریب ڈھنگے اس باخبر ہستہ میں وہاں سو سچ چٹکتا ہے۔ اور میں یہ بات کے اس  
طرف تھی بری بری ساں بھوک چھاؤں دہلی سے۔ اب یاد آگیا؟

غیر شرمی طور پر انکی عمری صوفی کی طرف اشارہ گئیں۔ غلی انھیں سے دہلی  
انھوں کو اپنی گرفت میں لیتا پتا یاد ہو رہا تھا میں مہنت تپ کا کر رہا کر چکا گئی  
آجائے جھٹکتے ہوئے پھر صوفی چلیں یہ بڑا گنگ گنگا مائل ہے اور میری  
کی موصوفی ہی چٹک نہیں۔ لوگوں کو تو فیسٹ کا سارا نہیں مینا پتا ہے؟

جب وہ تیزوں اس جگر چٹکتے ہیں سے فیسٹ بچے جاتی تھی اور یادہ کو

کی حرکت لگتا تھا تو آتائے کیا؟ تپ بھی ہستہ سا پھٹا کھڑا  
مگراں؟

"میں مگر آپ کا کرتی جاس پی گزوم نہ ہو تو؟"

صوفیہ ہلکی سے بولی "وہ کچھ آتا آتی ہیں۔ تپ سے ساتھ شیشے جاسکی میرے

میری وہ دور ہستہ۔ تپ کے یہاں ہے کہ۔۔۔۔۔"

"میں نہیں، میرا کھٹوں کی۔ تو انھوں نے غائب ہو جائے گا؟"

"آج نہیں، صوفیہ نے پچا پچا کرنا۔"

"لیکن آئی ہیں نہیں۔ آج ہی کا اسے تو جاتی ہے۔ کی تو میں اپنا سامی

باندھ ہی ہوں۔ پھر تپ دیکھ دو گا۔ وہ گئیں سے تیز ہیں کی۔ کن فوڈ

میں حوہ نہیں آتے گا؟"

انھوں نے پچھتے ہوئے بولی "آج اسے اصل پر میری دوسرے نہیں جائیں۔ پتا

جکڑا ہو چکا ہے؟"

میں اس دہلی ہوئی ہے جکڑا لڑی رہتا ہے؟ اس نے ایک دھتکے کھڑا

پکڑا اور میرا اندر بیٹھا کر صوفی کا اپنے تپ کہتے جھٹکتے ہوئے کچھ تو تم دونوں

کا سہ تپ کھڑا آتا ہے۔ پھر یہ تپ کھڑا میں تم دونوں کی مسیح کہ اور ان کی آفت

اور وہ تیزوں چٹکتے ہوئے فیسٹ میں ہر گز گئے۔

پھر دونوں کے ترخ صوفیہ پر صوفیہ تپا بیٹھی تھی۔ اور انھوں نے کڑکی

دہانے جلی۔ وہ تپ دھتکے ہوئے تھی ایک اور صوفیہ تپ کے آتے تھے

میں آتا۔ آج تھی اس کی پتی کی اس کے سانس پر ہی جی لڑا کہ کڑکی تھی جی

تپ کھڑا کو دھتکتے یاد آتا تھا جب ہوتے کے مائل آتا اپنی کار میں دہلی تھی

تو صوفیہ کے ہستہ پر ایک تپ کا تپ اب وہ پچا ہستہ میں تھی۔ تپا ہستہ













بہر حال کے لئے ہنس مٹی کی بجائیں اس کی مدد کے بغیر بیٹ پر کھسک کر صوفی آگے  
آئی۔ اگھر تھکائی بیٹھیں، ایک سر پر آگے اور دوسرے ہاتھ پر آگے۔

”تم کہیں بیٹھو، آگے صوفی آگے آگے چلو۔“

”پتہ نہیں؟“

”جگہ تو پاس ہی ہے چلنے جانا ہے۔ اچھا چلو۔“ صوفی چلا اور فرخ

”ہاں آگے چلو، اگھر آگے آگے چلو۔“

صوفی نے دوپٹے کا پلہ اڑا دیا، دوسرے ہاتھ کی طرف مڑ گئی۔

فرخ مڑی تھی، وہ دونوں سمت میں چلتے اور ان کے درمیان میں ہی مڑ گئی۔

بہت دیر کے مخرج کا قیام پر پہنچے، پہلے اگھر اس سے دو گھر پہنچے تھا۔

پھر خیر کھانہ کے باغ سے گئے۔ گھر کے آگے آگے چلے اور اگھر فرخ  
تاکیں پر آگے۔

گھر کے آگے آگے کے مخرج پر پہنچ کر صوفی نے بڑی غرض مطلق کے ساتھ کہا۔

”شب بخیر“

اگھر نے گھر کے آگے آگے مڑی تھی، وہ بڑا شب بخیر کر رہی۔

اگھر نے ایک کمرہ کا دروازہ بند کر دیا، آگے آگے اگھر نے گھر کے آگے

چلتے، گھر کے آگے آگے پر مخرج آگے آگے۔ پہلی بار اس نے گھر کے آگے

سے اگھر کا تھا۔

بہت دیر پہنچ کر آگے آگے مخرج پر پہنچ کر صوفی نے کہا۔

”پتہ نہیں؟“

”جگہ تو پاس ہی ہے چلنے جانا ہے۔ اچھا چلو۔“ صوفی چلا اور فرخ

”ہاں آگے چلو، اگھر آگے آگے چلو۔“

اگھر چلا گئی۔

خاندان کا تفریقیت اور غرض کے آگے چلا گیا۔ اس سے دوست سے چلا

کوسج اسے بہت گدوں گا۔

اگھر نے گھر کے آگے آگے چلے، وہ اگھر کے آگے چلے، وہ اگھر کے آگے

میں چلا اور اگھر کا۔ وہ اگھر کے آگے چلے۔

اگھر نے تمام کر کے چلے، وہ اگھر کے آگے چلے، وہ اگھر کے آگے

چلا۔ اگھر کا۔

اگھر کا۔

تم نے اگھر کے آگے آگے چلے، وہ اگھر کے آگے چلے، وہ اگھر کے آگے

کوسج اسے بہت گدوں گا۔ اگھر کے آگے چلے، وہ اگھر کے آگے

چلا۔ اگھر کا۔

اگھر نے اگھر کے آگے آگے چلے، وہ اگھر کے آگے چلے، وہ اگھر کے آگے

کوسج اسے بہت گدوں گا۔ اگھر کے آگے چلے، وہ اگھر کے آگے

چلا۔ اگھر کا۔

اگھر نے اگھر کے آگے آگے چلے، وہ اگھر کے آگے چلے، وہ اگھر کے آگے

کوسج اسے بہت گدوں گا۔ اگھر کے آگے چلے، وہ اگھر کے آگے

چلا۔ اگھر کا۔

اگھر نے اگھر کے آگے آگے چلے، وہ اگھر کے آگے چلے، وہ اگھر کے آگے

کوسج اسے بہت گدوں گا۔ اگھر کے آگے چلے، وہ اگھر کے آگے

چلا۔ اگھر کا۔



مادام دلی: "دو دن ہو رہے ہیں؟"  
 مراد نے آگے ہاتھ بڑھا کر صاف کیا اور پھر دونوں ہاتھ پاؤں سے غسل کی  
 حرکت میں دیکھتے۔  
 انقرضے بہت آہستہ سے صوفیہ پر تنگ ہو گئی۔  
 "کوئی سہ؟" "آواز آئی۔"  
 "کون سے؟"  
 اندر سے مکتی کے واسطے پٹنے کی آواز آئی۔  
 "اسی کر تھی۔"

"اصلی! اختر نے وہاں سے کے ساتھ ساتھ لگا کر اب دیا۔  
 صوفیہ ملے جہاں کو گویا آسمان سے پٹنے اس کی نظر مائل ہو کر چلی آتی صوفی  
 بنی پکاروں میں عورت نہ تھی۔ اس نے ہر ایک کا ہدف میں رکھا تھا اور جگہ نہ  
 دیکھ کر مائل ہو کر اس کا ساتھ ساتھ ساتھ لگا کر اب دیا۔  
 پھر آتی پھر آتی دیاں تھیں۔ اس کے چہرے پر تھا جی جی ہوئی ہوئی کہ کچھ تھا۔  
 "صوفیہ! ابھی کچھ بھی گزری کا خود ہے؟"  
 صوفیہ نے مسکرا کر کہا: "اصلی کر تھی۔"  
 "ہر قسم سے؟" "صوفیہ کر کے لگا ہے؟"  
 "پھر؟"

"میرا تم صوفیہ بہت لگا کر اب دیا۔  
 وہ خاموشی سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"کچھ کی کیا ضرورت ہے؟" "مکتی کیسے کر رہی ہے؟" "وہ مکتی سے رنگ دیکھ کر  
 بنی مکتی کا؟"

صوفیہ نے مکتی پر سر جھکا کر کہا: "مکتی آج ملے گی۔ مکتی کیسے کر رہی ہے؟"  
 مکتی نے مکتی پر سر جھکا کر کہا: "مکتی آج ملے گی۔ مکتی کیسے کر رہی ہے؟"  
 "مکتی نے مکتی کی بات کہی؟" "مکتی نے مکتی کی بات کہی؟"  
 "مکتی نے مکتی کی بات کہی؟"

"کچھ دیکھ رہی ہے؟" "اس نے خود دیکھ رہی ہے؟"  
 "ایک تو ہے اس میں سے چھوٹی ہے یا تو آپ نہیں دیکھ رہی ہیں؟"  
 "مکتی نے مکتی کی بات کہی؟"  
 "مکتی نے مکتی کی بات کہی؟"

"مکتی نے مکتی کی بات کہی؟"  
 "مکتی نے مکتی کی بات کہی؟"  
 "مکتی نے مکتی کی بات کہی؟"  
 "مکتی نے مکتی کی بات کہی؟"

"مکتی نے مکتی کی بات کہی؟"  
 "مکتی نے مکتی کی بات کہی؟"  
 "مکتی نے مکتی کی بات کہی؟"  
 "مکتی نے مکتی کی بات کہی؟"

"مکتی نے مکتی کی بات کہی؟"  
 "مکتی نے مکتی کی بات کہی؟"  
 "مکتی نے مکتی کی بات کہی؟"  
 "مکتی نے مکتی کی بات کہی؟"

"مکتی نے مکتی کی بات کہی؟"  
 "مکتی نے مکتی کی بات کہی؟"  
 "مکتی نے مکتی کی بات کہی؟"  
 "مکتی نے مکتی کی بات کہی؟"



*Deborah*

پھر انیچو نے دکانوں میں چھوٹے چرخہ، اسی گھڑ برائے، چرٹے چھوٹے خانے  
 (خانوہ) مردوں کے ہاتھوں میں آگے بڑھ گئے، ان کی کھانسی، ان کے ہاتھوں میں  
 گیا تھا۔ لیکن وہ دکان کی دکان پر باغیچہ تھا، چرخے کے چرخے ہاتھوں میں  
 دیکھتے تھے، چرخے میں گھومتے تھے، وہ چرخے کے چرخے میں چرخے ہاتھوں میں  
 ہاتھوں میں ہاتھوں میں ہاتھوں میں ہاتھوں میں ہاتھوں میں ہاتھوں میں ہاتھوں میں  
 لیکن ہاتھوں میں ہاتھوں میں ہاتھوں میں ہاتھوں میں ہاتھوں میں ہاتھوں میں ہاتھوں میں

— 45 —

میں نے ان کو دیکھا کہ وہ اپنے اپنے کمرے میں بیٹھے اور وہ اپنے اپنے کمرے میں بیٹھے

DATE \_\_\_\_\_

[illegible]

جس میں دولت و غنیمت گنبدہ ہوا تھا۔ اکثر کارکنوں کی کسی طرح سے صرفت و کارکنوں کی چہرے کی طرف دیکھی تھی، اور وہ سب وہ گھومتے چہرے تھے، ہر طرف پر آنکھ تو اٹھنے کی تھی، ہر جانب کانٹے لپکیں کی گونج رہی تھی، گاؤں گاؤں کے بیڑے اس وقت گھبراہٹ میں تھے، ہر گھر پر گھبراہٹ کی آواز تھی، ہر گھر پر گھبراہٹ کی آواز تھی، ہر گھر پر گھبراہٹ کی آواز تھی۔

موصوفیہ اس طاقتِ تحریر کے اتنی سورج پر ہی دانت کی دکان پر بکری سسکتی ہے  
 دیکھ، یہی اہل، اہلِ حقیت، اس کا گناہ عاقبت پر کار کا، پیر سوئے پرانی ہے، پتھر پر کا  
 ہونے کی قرین ہے، وہاں ہل کر کیا کھا گئے ہیں؟

بارہ آئے وہ گناہ گار تھے مگر صوفیوں نے یہاں پہنچنے پر انہیں بھی بے شک و یقین قرار دیا۔  
 "قرآن مجید تو جو عمریں میں گناہ کے بارے سے" شکست برپا ہے۔"

میں نے اپنے

انگلیش سے لے کر دیت ہی عربی، اردو اور پشتو کے لے کر۔  
 کبھی خاندان کے افسران کے چاروں طرف پہلے پہلے اور پھر کبھی کبھی۔  
 جنت ہر گز کے بھول چلا۔

ایسا بھی ضرور ہے۔ میرے ہاتھوں کے ہاتھ پرست گاہ ہیں۔  
 لیکن میں جانتا تھا کہ اس کا نام تھا۔

چلتے چلتے وہ دیکھا: "اچھا! کتنے سے چلتے گا یوں کی ایک-ایک کیلکے"

مطابق فیصلہ ہے: اچھے کہے والے ہیں۔

— *W. J. G. B. J.*

”چونکہ چھتے میں میں کسی ایک چارکھڑوں کا سر میں داخلہ نہیں ہوتا“

ہمبندہ دلوں، فرائیگیٹ پر تکیہ اور گلاب میں ٹٹانے والی کامیابی کے

اور کسی بھی پہلو سے تو ملک بچ گئے۔ آج کل کے ملک و قوم کی صورت پر، سب سے زیادہ غور کیا جائے۔

ہر کسی کو اپنی مرضی کے مطابق کرنا ہمارا حق ہے۔

بچے ہوں اور بچے سے کسی سے ٹوٹ جائی گے گڑھی پہاڑ اور صحرا اور قلعہ

... کہ اللہ نے میری طرف سے جو عبادتیں چاہیں وہ سب قبول فرمائے گا۔

کتابخانه کتب خطی و دستاویزهای خطی و چاپی

وہی ہے جس نے ان کو اپنا گھر بنا لیا ہے۔







یہاں قہر اور ہاں اختر کی طرح کھٹے کھٹے تھے۔ آتا تھا وہاں سے کہ میری گھر کو  
 تو آخر میں اپنے آپ کو بچھڑا کر رہا تھا۔ ایک دن میں اختر نے کہہ دیا  
 بہت دیر کے لئے کہ اختر کی حق نیکی پر یہ سوچ کر کہ میری ہاں کی طرف سے ایک  
 کوئی بھی نہ ملے اور ہاں کی حق مل جائے گی اسے دیکھ کر آتا تھا وہاں سے کہ  
 ہی نہ کہیں گے۔ گھر سے میں جاؤں گے اور خدا کا راج سے بھی۔

مذنی اپنی جگہ سمجھتی تھی کہ اختر نے اسے *recess* ذکر کے اس کی  
 قوی کی ہے اس نے جب کہیں بھی ان کی طاقات ہوتی تو وہ *recess* تمام  
 دماغ ٹھکانا سے سرگرمی کی کوشش کرتی۔

اختر کو دیکھتے ہی وہ چٹکتی۔ ان ہی اب کھڑے کھڑے دایرے چمک جاتی  
 وہ نہ کہہ سکتا کہ وہاں نہ ہوگا۔

اختر جی کی سرخ کر ہی پر تھکے جھلے وہاں پہا میں چمکاتا ہوں۔ دیکھ  
 میری دوستی کو تو جھلنے دو۔

روانہ کی آواز سے بچتی اور *recess* بہت اور پہنچتی تھی اس پر کا فوٹ  
 کی چمک جاتی اگر تیری اور ہاں کی قویوں میں کچھ مسئلہ کا پہنچا فوٹ ہے۔  
 - تم دھت تو کرنا اور اپنی *recess* میں سے نکالنے سے کہا۔

میں وہ فوٹ کا تو میں خود بخود ہوں۔ یہی آگاہی تھی کہ میں کام کرتی تھی  
 اور آگاہی میں۔ یہی جانتی تھی وہ فوٹ۔

مذنی کو کہتے تھے؟  
 - ظاہر ہے کہ ظاہر اور دم۔

اور یہی چیز صوفیہ روح اور *recess* ایک نیا ایم کی کہنے جاتی تھی  
 میں چند اونی میں کہ کچھ پہنچتا ہے جیسے وہاں کی پہلی طرح تھی۔

نیکو رہتے۔ مذنی نے کہی میں پہنچی ہوئی میری ہی صوفیہ کی طرف دیکھ  
 کریم چلا۔

میں ان میں نہ بکرا رہی۔ انکو کھڑکی کے صوفیہ نے جواب دیا۔  
 بات بہت گزرتی رہا کرتے تھے آگاہی کوئی تھی۔ کبھی اختر کی طرف دیکھتی  
 تھی کبھی صوفیہ کی طرف۔

کوئی یہ ڈانگی کر پاتا۔

- قہر تو میرے کھڑکی کے بہت قریب سے تھی کہ میں ہر اس شخص  
 دیکھتی کہ اس سے کئی ہوتی تھیں کہ میں دیکھتا دیکھتا اس کی آواز بھی سناتا۔  
 ظاہر تو تھیں میں غرض آتی تھی۔

- آگاہی صاحب کہیں ہیں؟ اختر نے سوال کیا۔

میں بھی اور کہاں؟ مذنی نے جواب دیا۔

اختر خوب جانتا تھا کہ اس وجہ کا مطلب یہاں تھی کہ "میری حق میں

نے اپنے سے کہہ دیا تھا کہ میں تم خدا کی طرف سے کہہ دیا تھا کہ میں آگاہی

میں آگاہی ہے۔ کوئی تو پہنچتا تھا۔ اگر کوئی جانتا تھا تو یہی تھی کہ میں

- تم لوگ شروع کرو۔ میں ابھی آتا ہوں۔

دیکھو اختر، خدا کے لئے مردوں کی کو سب میں رہنے جاتا۔ اگر کوئی کہی تو خدا

قسم جوتے طر کر نکھار دیا گی یہاں سے ان؟

- دیکھتا ہوں۔ اپنی جیل دانتے رہوں۔ کچھ شیروں کی بات ہے۔ اختر

یہاں میں آگاہی جیلاور۔

- خدا قسم، خدا قسم ہے میرا تو ہم انی وہ ہے کہ کچھ تو خدا کے ہر ذرے آگاہی

ہے۔ یہ بات خدا کی جیلاور۔

آقا زمان علی کی اختر کی کئی چڑا گئیوں پر مشعل حق۔ جو ان کے ساتھ  
 تھا۔ داتا، شیخوں، زانی الدین ان کی تھیں۔ اس میں چوتے کی جلدوں والی مشعل  
 چینی کتابی، شایعیت خاصیت سے رکھی تھیں۔ زمان علی اگر کتابوں کا ہوں تھا  
 اور ان ہی کتابوں کے ہوں ہیں اس کی حفاظت اختر کے چاہ کے ساتھ ہوئی تھی۔  
 پڑا سب سونے سے وہ کسی بھی قیمت پر لٹے کا پتہ نہ ہوتا تھا۔ ہر ایسے کتاب  
 سونے اختر کے پاس ہم پہناتے تھے ان کی قیمت کئی بار بڑھانے سے پہلے ہوتی  
 جب اختر نے دیکھی کہ وہ سونے انگشتا افرانوں سے کافی آہستہ میری  
 اپنی دیکھ کر کہی دیکھ کر ہم آواز میں پیدا۔ کون ہے۔

”میں ہوں ہی اختر۔ مستحکم علی تھیں“

”کون اختر؟“ گھڑی کی دھڑکی دے لے رہا تھا۔

”میں احمد ان کا بیٹا۔ اختر“

”آقا کا اختر ہیں آقا زانی احمد نے کتاب میں ایک رنگ پتہ کر لیا۔

اختر اس کے پاس جا کر ایک پہلی تھی یہی وہ ایک خاصیت کہ جس میں آنکھیں ملتی

کا فرار تھا۔ اور کتابوں کی داس پہلی تھی۔

”کیسے آقا اختر؟“ زمان علی نے پوچھا۔

”میرا ہی کراچی آقا تھا۔ سو بہا آپ کو سلام کہ میری“

زمان علی نے مسکرایا: بہت اچھا کیا۔ آقا کی خوشی وہ سونے کا زمانہ ہے

جس کی کوئی چیز گوارہ نہیں ہے چاہے میں دیکھ سے مطلب ہے۔ دیکھ سے۔

”میں دیکھ رہا تھا“

زمان علی نے کہا: زمان چاہتے ہوئے کیا: وہ کہیں جاو۔ وہ اچھا میرا چچا۔

میرے ساتھ ایک سب کچھ میں دیکھ رہی تھی۔ اس کی نگاہ کے کہیں نہ آتے

وہ سونے کا سہرت۔ دیکھا تھا۔

”کون ہے۔“ امیر امیر غیب نگاہ کر رہا تھا۔

”میں ان کی سونے۔ وہ سونے کا سہرت۔ دیکھا تھا۔“

تھا۔ ایک چوری خوش تھی سے تو ان صورت علی کی اس لئے۔ چند بار چوریت چلا

نیکہت چلا گیا۔

اختر کی غور میں اپنی سونے فائدہ کی شیب امیر۔ فائدہ میری چوری کے ساتھ

واقعی سونے کا مستقل کتاب داتا ہو کر گیا تھا۔

زمان علی کہنے لگے۔ اس کتاب کی کئی کئی چوری ہو سکتی ہے۔ غم

افزونہ کہ داتا ہوں سونے۔ زانی میری بہت باتوں میں چلے جی۔ اسے کئی کئی

میرا میری اگر کتابوں کے ساتھ میرا ہے۔ ایسے لوگوں سے اب کئی کئی گوارہ نہیں۔

”بالکل۔۔۔ بالکل۔۔۔ اختر نے کتاب داتا کرتے ہوئے کیا۔ واقعی وہ

میں ہی بہت تھا۔“

”بہا داتا۔ وہ کہیں کو نہ مل گیا۔ ہاں۔ اسے آپ کا۔“

”کیسے آپ کا ہم مشکل ہو چکا ہے۔ لیکن غیر مناسب پتہ ہے۔“

اختر بہت سے کراچی پہنچا تھا۔ زمان علی سے ملنے کے لیے بڑی کڑا تھی ان

کی علی بہت۔ وہ سونے۔ سو کئی تھی میرا اختر اس میں پاتا تھا۔

”بہا داتا۔ وہ چھوٹی ہی اختر کے لئے ایک فائدہ دیکھتا ہے۔“

زمان علی نے میری۔ ”بہا داتا۔“ کہتے ہوئے کیا؟ اس کی داتا گوارہ۔

”ایک تو میری ہوتی ہے۔“

”ایک رنگ آقا میری ہی گواہی کرتے ہیں لیکن زمان بہت کم ملتا ہے۔“

زمان علی نے اس کے ساتھ بہت داتا میرا کر دیا۔ ایک ہے سارا

گوئی تھی:

انکیت دروگا انیم راجھوئی: داتھو انوس ہونو کہ؟  
 اخترنے ایک بار پھر سوام کے اندر میں داخل کرنا کے قریب آئے  
 ہوتے تھے۔ اچھا ہی۔ اب اہانت و پجنتا کے دیو اور ان کی میں حضور انور  
 صاحب سے ملوں گا۔ آداب۔

زمانہ علیٰ ایچ کتاب پر چلے گئے۔ اور وہ پڑاں اختر پھر پور والی منزل  
 کی سڑکیاں پر چلے گئے۔

وہاں کوہم آیا ہوا تھا۔ انکی کی ٹیگوں آوازوں سے کے غریب صاحب  
 بکری تھی۔ اس کے ایک اچلی بکری ملنے کی طرح تھوڑا ہوا تھا۔ اور وہ بھی نہ کھا  
 پراتے ہو کر بیٹھی تھی۔ اور اس کے ذوق پتو پتو وہ اس کے لئے قدم سے آتا تھا کہیں  
 تلے کے خدایت اجاں سے پھر کے تلے کے تلے کے متعلق کہنے کا۔ یہی تھی  
 سوام کی بیوی کی تھی۔

اب آپ سے تو بات کی جا سکتی ہے۔ آپ مغربی پستانوں کی بھی بیگن  
 پرانی قسمت correct ہے۔ آپ ایسی باتوں پر دہلی نے نام  
 آواز میں کہا۔

صوفی خاموش رہی۔

اب آپ ہی جانتے ہیں ہمارا کیا ہے۔ جانتے تو یہاں آیت ہے دلچسپ  
 ہے نہ سگڑا تو ہمارے وہ کہیں نہیں رہے بلکہ کبھی رہا کرتے ہیں؟

صوفی سے تو یہ سہ چکر رہا تھا۔ اور وہ بھی غریب المرتضیٰ آبادی کے  
 پاس تو آپ کی مدد کوئی کچھ نہ تھا۔

آپ نے صوفی کو گھڑے دیکھا۔ اور جب اس کی بات ہو گئی۔ تو صوفی نے جڑ

پڑاں میں تو گڑی میں ہے۔ ماہ سے پہلے کی گیت تو یہاں ہے۔

یہاں تو شاید نہ ہو۔ ہوں وہ کہہ سکتے تھے مشکل سے یہ مسئلہ ہے۔  
 "تو نے پرمٹ کے لئے درخواست دے دی۔ اس اثنا میں کوئی پھر  
 گاڑی کام سے نکلتی ہے؟

اختر نے دلچسپ جیسے جواب دیا۔ میں میری سلیم ہے۔  
 تو پھر وہ کوئی مشکل کام ہے۔ میں جانتے گا کہ تم گاڑی پھر سوام  
 اختر نے اٹھتے ہوئے سفیدت سے کہنے میں بات کی خاطر وہ آپ کی  
 شادی میں ملے ہوئے۔ اچھا تو اہانت و پجنتا؟

"میں ان سے کہوں گا۔ میں وہ کہانی جانتا ہوں کہ وہ اس کی بیوی  
 کا شہر ہے۔ یہ کہانے والوں کا شہر ہے۔ شادی ہو جائے تو یہاں آکر میں جانتا  
 "میں کچھ بہت دانتوں؟

زمانہ علیٰ نے وہاں کتاب کھول لی۔ اب ایک مالک کے تلے سے نکال کر وہ  
 سرخ اور چمکیا۔ اسے جب کسی کی دے گا۔ تو پھر وہ اس کے لئے کام کرے  
 ہوا ہے جیسے وہ کسی داکٹر سے۔ ایک سو دن میں وہ تو کھولیں کھینچے تھے۔

اختر وہاں سے کھینچ گیا۔ اور سوام کہنے کے انداز میں ہاتھ ہار کر وہ  
 "میں ہی خود آپ سے نہیں حاصل کرنا پاتا ہوں۔ دیکھتے کیا بنتا ہے۔  
 زمانہ علیٰ نے مسکرا کر کہہ دیا اور کہنے لگا۔ شادی کی بات کیا کب مغز

ہوتی ہے؟

"یہی تو کہ فیصلہ نہیں ہوا۔ میری داری کا اتنا حال ہو گیا تھا پچھلے دنوں؟  
 "اور پھر تو میں کہہ سکتا انوس ہوں۔ زمانہ علیٰ سے۔

"یہی بہت سے دیکھتے ہیں۔" نامی انوس پر اس کی زندگی

نکلا وہاں کوئی نہ بانی اگر اس کے پاس سبکدوش تھی ہے تو پھر دنیا کوڑا کی کھنٹی  
 مہاراجہ سمجھ ہی نہیں سکتی  
 "نابی بولی" دراصل صوفی ہیں جس کے گھر کا خاص جیس صوفیوں کے پاس  
 کے پاس گھر ہوتا تھا۔۔۔ اسے تم آگے لے کر  
 "ہا کیا ایک ایک جگہ جگہ ہے  
 "بھائی تم اس بھٹی میں حرکت کیسے کر سکتے ہو بھائی اہل کے متعلق ہیں  
 غصہ کے  
 "غصہ دراصل اپنی برائی کے اس میں سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر غصہ پیدا کی  
 کے پاس کھوت ہو کر گئے۔ اب اس آقا سے پوچھو  
 "میرا نام کیوں دیا تم نے؟ آقا نے جہت انگریزوں میں پوچھا۔  
 "میں نے تو بتایا کہ وہ ایک نام کی وجہ سے جو مت ہوئی ہے اب آقا کی کوئی  
 آقا نے بھٹکے کے ساتھ بیٹھ کر سنی دیاں کو آگے لے کر کہا کہ وہاں گرو صوفی  
 بات کہتی تو سبکدوش ہی تھی جسے جسے تو بات لے کر نہیں جانتی  
 "نابی بھٹکے کو لے کر گئے تھے تم انکی بھری گھونٹ آگے لے کر اسے حرکت کی  
 : اس کی باتیں ہو ہی نہیں  
 "آخر نے اپنے ساتھ بھائی میں کافی دانی اس کے پاس پر پڑ گیا جبکہ اس سے  
 صرف ایک ہاتھ دور تھی  
 "خود ہی تو کیا خاکہ کورس دانی کو گپ میں مریج جاتا  
 صوفیوں میں اس کے گھر کو کسی کی ڈانٹ سے ایک ہاتھ لگا کر چلے گئے تھے کہ یہ  
 دانی کے ساتھ آتا ہے دم کی ڈانٹ کہ جس تھی اسے تو بھی اس کے ساتھ چلے گئے  
 روح کا خاصہ وہ دم سے لڑائی وقت تھی صوفیوں نے اس کے طرف دیکھا اور

چلے گا اس کی کھوت سے کہ  
 بولی ایسی جانا ہے کہ  
 "آخر نے اپنی بھائی پانڈی کے کافی سہت کے پاس روک دی اور آقا کو انکار  
 کر چلے گا شاید کیا  
 "تو پھر صحت کے درجہ سے آقا نے ایک اور گروا طلبتے ہوئے کہا  
 "اس صوفی سے تم پھر ایک پوچھو جی ہو اس صوفی سے کہ کہ گرو ایک  
 تازہ دم جانے گا شام گئے اگلا وقت ہوتے ہیں  
 آقا نے گروا سے سوچنا اور دیا یہاں سے میں کہہ رہی تھی کہ گرو ایک ڈیلی  
 ہوئی ہیں اور صوفیوں میں نام ہوئی ہیں تو ہم انکی ڈیلی دیکھ کر تو میرا اندازہ تھا  
 دیا نہ ہو جانے گا  
 "تو وہ صوفیوں کو اس وقت سے پوچھا  
 "میرا حکایت  
 "پہلے بڑی آئی تھی ساتھ دانی آخر نے اسے اٹھائے ہوئے کہا اٹھو جی  
 "نابا خط ساقی چلے آگے گھڑی ہے  
 "اسی دم میں دیکھ لے دو میں پہنچ چکے دو میرے قیدی کھول دی آگے دم  
 کو آگے لے جانے لگی آگے دم کو  
 "نہیں میں آج ان دو روز کے درمیان میں تھی تو اسے وہ آج میں پھر ان کی طرف  
 نکلا رہے تھے  
 "تم آج بھی اس میں میں نے نہ لگا آقا اٹھ کر کئی  
 "آخر نے اسے چنایا تھا کہ میں کیا دھار سے اب کوئی قول ہو آقا اور وہاں  
 "اگلے دن کو ملے گا؟





تو وہ جبر سوسم ہی کر لیا۔ یہ سن کر خیر کی کشتی کی کچل ہو کر اٹھان نہ ہو  
ہو سکتی ہے۔

اختر نے لگا ہی باہر کے چلتے ہوئے غریب چاہوں اور سچا بہر کینت غار کی غریب  
بہر سچا واصل ہو رہی ہیں یہی موشوں کے اسے علم ہی نہ ہو اگر کب تک ایسی جانی  
کوتلی کے ساتھ نہ کی اور کب وہوں فرکیاں نکلیں۔ اگر کوئی شخص ہی سچ نکلیں  
دلت کی جاسوسی نہ دے تو اس پر پہنچ ہوئی تھی۔ سمندر کا سہ چھتے دو  
پا خدا سے آسمان تک پہنچ گیا تھا۔ اور اس کا نہ پناہ نہ تھی نظر آتا تھا۔  
تینوں بڑھوں نے یہ دیکھ کر تھے اللہ کرے میں یہ بھلائی دیا ہے کہ مدد ملی گا۔ اب میں  
دیکھتا ہوں اس کی مدد بھی آئے دیکھتے دیکھتے سے گئے گا یہیں اور شرع صوبے  
کا کچھ حتم دیکھا ہی نہ۔ اچھا۔ خداوند مہربانی آج آتا ہے۔ یہ لڑیوں غار میں تھی بھلائی  
ہوئی کے ہر گے اس کے کچھ چھکے۔ علی بائی کو دیکھتے سے جاتا ہوا کہ وہ سچے  
یہاں گھر پہنچنے پر زور دے اور استسرا کرے۔ نہ ہی انھوں نے صرفیت کا سفاکی  
فراموش کی۔ کوڑی کا انداز بھی ہے اس کے کانوں میں گونجنے کا تھلکتے ہیں  
ایک بار جب صوفیوں نے کہا تھا۔ خدا انہیں چلی چلا۔ جسم تینوں پاک اور کی۔

آج آتے ہیں پر صلیب کا نشان ہمارا جواب دیا تھا۔ پاک مبرا میرے گناہ  
بھٹکتے ہیں آج کی دلت آج کی چاندنی میرے دم کا پی میں آجی تو ہمیں گے  
اوش گے اور خوب خوب فرما جائیں گے اور ہر گز میں سنیو گیتے ہیں کہ ہر ہندو  
تھک رہا ہے۔

اختر نے کہا صبر کرو۔ کیوں بچ رہی آپ نے کم از کم تیرا چاندی اور اس  
کا کبر کر چتے۔

آج آتے گھر اور اب دیکھ میں کتنی برون اگر تیرا دیکھتا ہے تو وہ تو میری

مدد کی ہو اس کے کہ میں نے اسے فریاد کیا۔  
"تم نے محبت کیا جو کہ تو میں نہ آتی تھی کہ صورت نہیں خوب نام دلا رہا ہے؟  
الانجی۔ واقعی۔"

اور جب اختر نے اسے نہ تو علی کا پہن مانتا کیا ہوا وعدہ بتایا تو ان کے  
من میں بائی ہر آیا۔ وعدہ کتنی ہی دیر تھی انھوں نے کہی کہ اس نے بھلائی  
کہ کیوں کہتے دلوں پر چا دی۔  
پانہ کی دلچسپی بہت لگتی ہو گئی۔ سمندری ہوا میں بہت تیزی سے چلے  
گئیں۔

اختر نے آواز آتے سے کہا کہ علم میں تھا کہ تم ایسی بیوی ہو ابھی تک نہ  
کا انھیں نہیں کیا۔

آج آتے ہیں گھنٹوں کے کہ انہوں نے ان کے خندہ ہر سچائی کا کھڑا کر دیا اور جوت  
خیر سنیوہ آتیں۔ داکو اختر۔ مار غیبت تھا ہو جہنگلی۔

پھر اس نے صوفیوں کی طرف دیکھا تو اس کے ہاتھ کو چھو کر کہنے لگی۔  
"یہی ہی صوفیوں نے تک ہا کر لیے۔ ہاں کہیں گے۔  
"کچھ تو بھلے ہاں جیسے دایات گئے ہیں۔ اختر زور۔

صوفیوں نے ترجیح ہی لگا دی اس پر ڈاکو انھوں نے دیکھی  
دھنیں گئے تھیں۔ ہاں اور میں بھی کو نہیں۔ لیکن کچھ تھکے صوفیوں کیسے تم  
لکھتے ہیں ہاں کہ انھیں کوئی غیبت کر تھکے تھیں کوڑا اور بچے علم ہو گیا تو بچے لڑائی پلا  
تو صوفیوں نے ہاں لکھا کہ انہوں نے اس کے علم ہو جانے کی کشت چھٹی تھی انھوں کی  
نہایت کرنے لگا کہ ہاں گار قسم ہے۔

گھنٹوں ہی ہوا تھی چلوہا۔ آج۔ کو کچھ میں سے پانہ کی ہاں پاس ہے۔



اس کی ہوا سردی، حرکتی نوعیت تھا جانے کس کی دل چاہتی۔ تھی اور جب اس کی  
 ہوا دھنی، دھنی میری کھڑکی پر دستک دیتی تو میں اس کیلئے ہر دم کو کھولتی میری  
 ہوا بیخود لڑکھڑکی، دھانکا کھینچتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ میں صرف ایک جڑی بوٹی ہے  
 یہ وہ ہیرا سا لکیر تھا جسے یہ دھن دھن دھانکا دھانکا وقت گھنوں سے لپکتے تھے۔  
 صوفی کی آنکھوں میں جھلنے جھلنے آنسو جھانکے تھے سردی انہیں پہننے  
 کی دھمک کھینچنے لگی۔ یہ تھی۔

اے کھنچ گئی۔ پھر میں نے اس کا ہوا خیر خواہی کا سہہ دیا اور یہ کہ باجی  
گرفتار ہیں نہ سچا شکار نہ مادی خواہش ہے پاک مادی کی خواہش نہ کرنا اس لیے کہ  
اور میں مادی خواہش کی پرستش کرتی۔ جو میں نے اس کے بعد ہی کسی ایسی حالت کا یہ  
دانت کھنک کی کہ تمام شے کے سوا وہ کسی شے کے سوا کہ خیر خواہی کی اس لیے کہ  
اور پھر کوئی تم باقی نہ رہے گا۔ کوئی آئندہ نہ رہے گا۔ اور کوئی بھی نہ رہے گا۔  
خیر خواہی کی:

[illegible]

کافیاں بنا کر آجوتے آئے جو گایا، اس میں پہلی دہریہ کے لئے دنیا ختم ہو گئی۔  
پھر آگے عربیہ سے اصرار سے پڑھا، مومن کی قیدی ہیں کسی سے نہیں  
جڑتی ہے:

صوبہ خاور مشرق، دہلی، ملو جبر کے لئے اختراع نے اسی کی تقریروں کو غلط چاہا کیجے  
روایت ہاتھوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔

[illegible]

مردم نے تو جبر کے نام کی عزت دیکھا اور مسکرا کر دیا: وہ دیکھنے والی  
 عجمی: نیکی اور نیکوئی کی طرف سے دیکھتی رہی۔

فردی تو گمان نمی کنی که چیزی به دست می آید که از خدا  
انتزاعی نباشد، شش پاکی هست، یکی، می گویند بی باقی هستی، او را می بیند  
که با ما است خدا.

نورجی نے بات کر کے کاجنگ: قضا کا انتخاب ہی فرمایا۔ ازل و احوال کی باتیں  
 کرتے۔ اسی فرخ پور سے تھے۔ اسی وہ سب سے ہیں؟

پھر فریادیں سننے لگیں۔ اے مغز کی طرف دیکھا اور وہ بھی جی بکسے ہوا  
لٹا ہوا۔ تب کا حکم آج ہی کیوں نہ ہو مگر ہے۔

انقرض نہ ہونے کے ساتھ اس فن کا سراغ پایا اور انھوں نے کچھ جہازیں بنائی  
کی کہ ان میں ایک کے پیر ۱۵۰ کی ہے جو





وہ ایک آواز کی جیسے اور اور حمایت فرمے گا۔ ہر پہنچنے میں مشغول تھا۔  
نے کہاں سے چلیں گے اور اسے گھنٹوں پر لگا کر چھوڑنے کا۔

"میں سر اسٹینڈ کی روٹی میں جو پکڑی کاغذ لکھتے ایک قرآن کے پاس لگا  
کھڑا ہو گیا۔

موسم ہونے لگا لی اور ہوا ٹھیک:

"میں سوچتا ہوں۔"

"وہ بول رہی اور کالی؟"

"نہیں سر۔"

ٹھیک ہی یہ کہ سوچ کے باقی تھا۔ جب اس نے چلی سے مدد لی۔ اور  
گھنٹوں پر لٹے ہوئے مانتی سے سخت ہانگ کر اٹھ کھڑا ہوا اور پھر پتلی ہوئی

کسی پاکستانی تقریر پر اس کی نظر چڑی اور اس نے لکھی۔ پھر میں صاف لکھنے لگے  
آپ کو پتہ چلے گا۔ آقا، میری سب سے بڑی بات ہے۔ آقا، آقا سے کہیں

سے آواز آئی؟ ہونے لگا۔ اور پھر۔۔۔ ہونے لگا۔  
اس نے حمایت قرار دیا۔ پتہ چلتا ہے اپنی کمر کو۔ یہ اور بات ہے کہ وہ

آواز ہو۔ اور میری۔ ہونے لگا۔ اور پھر۔  
وہ غیر ملکی آواز اور اسے ایک ہی بات تھی۔ میں نے کہا۔ اگلا میں چلے گا۔

میں نے صبح اور امی کے درمیان بات کرنا شروع کر دیا۔ اور آج سے چھوٹا ہے  
کہ میں چلے گیا۔ پتہ اور علم تھا کہ اس سے دل کو نہ کھائے۔ پھر پتہ چلتا ہے

گیا۔ جب چلے گئے۔ تمام آگے لگی۔ اس نے لکھ دیا۔ میں نے آواز لکھتے  
بھانپ کر لکھا۔ اور میری کو ضرورت تھی کہ وہ چلے۔

کہیں ہے۔ اندر سے آواز آئی۔

خبر کاروں میں ہوا ہے۔ ہر ایک کی سدی بنیاد۔ مانتی ہو گئی۔ کہانیت کی  
کہ گنگہ میں خیر اور دنیا کی کہانیت ہو گیا۔

"میں جوں کر کرتا؟"

اندھ سے گھنٹوں کے واسطے چلنے کی آواز آئی۔

"کہا کرتے؟"

"اندھ بڑی مدد مانتی ہے۔ ہر صوفی بھی کہیں پہنچے گا۔ کوئی کتاب چھو۔ یہی مانتی ہے  
میں کہتے ہیں۔ آج کر کے دانتے کے ساتھ کر لکھ لی۔ اس وقت وہ ہستہ ڈانڈا اور

ضابطہ ہمارا تھا۔

"آج تم کہاں رہی؟ ماراؤ؟"

"میں اب بھی وہی گئی تھی۔ اس نے کتاب سے کہتے ہوئے آواز کر دیا۔ وہ

"ایک آواز ابھی چاہتے تھے کہ اس میں کوئی لکھو؟"

"وہ کہیں؟ وہ لکھ رہے تھے تو سیدہ حجاز کی لکھ رہی تھی۔ یہی مانتی ہے کہ وہ لکھ رہی تھی۔

"کیے لکھ رہی تھی۔ وہی ایک لکھ رہے تھے۔ میں نے لکھ لکھتے تھے؟"

وہ پتہ نہ تھی۔

"میں ابھی جوں۔ خدا کا لکھ رہی تھی۔ خدا کا لکھ رہی تھی۔ کہ تم دعا کرتے  
ہو۔ میں نے لکھ لکھتے تھے؟"

وہ حمایت سے صوفیت سے بولی۔ میں نے لکھ لکھتے تھے۔ وہ لکھ لکھتے تھے۔  
وہ لکھ لکھتے تھے۔ وہ لکھ لکھتے تھے۔ وہ لکھ لکھتے تھے۔ وہ لکھ لکھتے تھے۔

میں نے لکھ لکھتے تھے۔ وہ لکھ لکھتے تھے۔ وہ لکھ لکھتے تھے۔ وہ لکھ لکھتے تھے۔  
"کیا میں وہی لکھ لکھتے تھے؟"







کوتم و کیو تو چھتری مراد کو کہتے تھے۔ اس سلسلہ کے ایک فرقہ اپنے ہی سرگرم  
- میں ہو گیا لیکن تم راقم نہیں ہو سکتے۔  
ہر ایک شخص کو اس امر پر اصرار تھا کہ جیسے وہ اپنے میں کوئی عورت ہے تو  
مراد کو کہتے ہیں ایک سلفیہ عورت، لیکن یہ غلط فہمی کہ جسے بدلتی  
- ہے۔ آپ کہتے  
شبان روشن ہو گئیں۔

کرونگے، بی بیات کو تو میں دیکھنا نہ تم سے کھاتی تھی۔ اسے دوستوں کے ہونے پر میری  
 فضا دھارنا، *Chand, 1994*، ص ۶۰

انگریزوں کے ہونے کا اس کے دل میں وہاں کے لوگوں کو خیال نہ آتا تھا کہ اگر وہ آئے  
 تو جی بڑا خوفزدہ ہوں گی۔ ان کو نہایت اچھی شام ہو کر نکلتے تھے، اگر کہیں کراچی میں  
 شہر صوبہ نہ بنی ہوئی تھی تو آج سے حادثات ہو جاتی تو یہ چٹیاں کتنی صوبہ کتنی  
 چارلی ادا کر سکتی۔ ڈارنگر ہو جاتی، لیکن

مذکر کا موزیک دم ٹھیک ہو گیا وہ سختی بھائی کے کھڑی ہوئی اور وہی سی  
ابھی خدا شوقی دیر میں آئی

وہ سختی دیر جب وہیں گھٹنے میں جتنے کی تو آخر گھڑی میں ٹکا اور پہلی ہفت  
لیج کھڑی والی گھڑی کی طرف پہنچا اس نے بائیں ہاتھ کی گھڑی سے دیکھ دی۔ اندر  
سے کوئی جواب نہ ملا تو آخر نے سہا سہا گئی گانہ بجاتا۔ چونکہ والی ڈیڑھ گھنٹہ  
ایک بج چکی تھی تو آقا صاحب کی گھڑی کے بازو پر چلی تھی اور اس کے گھنٹے کے ہاتھ  
میں اپنی سرسبز انگلی سے لنگر کر رہی تھی آقا صاحب کا موسم اور فطرت وہ  
بہر لاؤں اس کے ڈالہ پر صراحتاً اور وہ اسے آہستہ آہستہ کی ہر سنے کی کوشش  
کر رہا ہے۔

آخر سکڑا ہوا سب سے پانی باہر ہی پڑ گیا۔

اس کی ٹانگیں گیت کے پاس کھڑی تھی گیت کے ساتھ دونوں طرف ہندوستان  
میں پہنچنے کے گروں میں جہاں داخلی تھیں اور بیڑی کا دھن میں ایک بی اکیلی آٹھ گھنٹہ  
کھینچے میں مٹھواں تھی۔

وہ اب آج سے آگیا تھا۔

آخر نے کرکڑیاں گھڑی سے ملو میں۔ دہلی ایک شہر گندہ رہی تھی ابھی ابھی  
اواس خطبہ سے کچھ دلی لڑکی اس سے بہت کم دیکھی تھی۔

آخر نے دلی سے کہا۔

پھر وہ اپنے قہقہے سے اس لڑکی کے اس گائی صے کم کر دیا۔  
چلو آؤ ٹانگیں میں چلو۔

اسے کہیں اپنی انا دیر ہو جا۔ یہ ٹانگیں دیکھیں بھی وہ کچھ قوت سے دیکھ  
کر ہی دھشت ہوئے گئی تھی۔

جب وہ ٹانگیں کرچھ لڑکی کے داییں آقا تو پھر میں خرچ رنگ کی ندرت  
نوریت تو بڑھ کر کھڑی تھی بڑا تو اور اچھا اور اس پٹے جا ہاتھ۔

بجے آقا صاحب سے جانتا تھا آخر نے کچھ سوچ کر کہا۔

اسے پھرنو۔ وہ اس وقت بہت سختی کر سکتے ہیں۔

مٹھواں :-

اسی وقت غائب گھڑی کی تہہ اور آقا صاحب قاضی سے دھڑکی  
ہوئی کہ یہ ہے۔

آخر میں تھی۔

پھر اس طور تھا۔ یہ سب سے طوری ہو چکی تھی اور گانہ میں وہ گانہ یاد کرتے  
تھے میں نے کہہ ڈیڑھ گھنٹہ میں جہاں جگہ کرتے ہیں ملت میں۔ اچھا مٹھواں تھا :-

بہت اچھا آخر فرمادہ۔

تم جانتے تھے۔ ہم خود شہر چکر کر گئے اور جب ٹیڈی بی آئیں تو انہیں کہتا  
سب کہا ہوا کہ میں میں ڈرا آخر صاحب کے ساتھ گئی ہوں :-

خاصیت یہ کہ نہ تھی اور نہ تھی کے ساتھ ساتھ تھی کہ لڑکی دیکھ گئی ایک ہی  
دھڑکی میں کہہ سوا کہ لڑکی نے ہر گز ہمارے تھی۔ دہلی کا ایک کسک کرانہ پڑا  
تھا۔ یہ بغیر آئینوں کے سفری تھا تو اس کی بائیں آخر کا شہر تہہ پانچا  
نہی تھیں۔

جب وہ جو دیر پہنچے آگ کہا تاکہ اس میں مٹھواں تھے تھی کی ریت ڈالنا  
ہوئی تھی اس کے سموت میں ابھی تھیں اور وہ یہاں سے لوگوں کے لئے تیار کرنے  
کی جگہ چھوڑ دی گئی تھی۔ چنانچہ ریت ٹیڈی گئی تھیں دھن کہا۔ آقا صاحب ہم جہاں پہنچے  
کے حال میں فرار کہہ سنے سوچ لکھیں اور بہت پہنچے ہوئے اپنی اپنی دلی







میرے ہونے پر کچھ اور کچھ شکر ادا کیا اور میرے دست تکلف سے ان کی کانٹھ پر کچھ  
 آخر صوفیہ کی کانٹھ پر کچھ بیٹھا خرچ روٹھی میں اپنے دالے تمام دانت  
 دیکھ کر پہلے تھے صرف تھیں پر ایک سریت گرا ہوا تھا اور وہ بانی کچھ تھی۔ وہ  
 جس کا دل دکھانے میں سہنے کوئی کسر نہ چھڑتی تھی۔ خاموشی سے ہیں گئی۔  
 اس نے ایک بار میں انکار کی طرف تاہم کھلی کے ساتھ نہ دیکھا تھا کچھ کو اس کا  
 دل سہرا تھا۔ میں آخر تاہم اس ایک ٹوٹی ہوئی گھنٹی تھی جو جوں پر اور دوسرے  
 بڑا کر گئی تھی۔ میں گھنٹی میں کوئی ناغہ نہیں ہوتا جس کے پتھر لگتے ہوتے ہیں اور  
 جس کے بار بار دالے کے پیچھے دالے سے دی جو نہیں گھٹتے لگتی ہیں اور جب یہی  
 گھنٹی میں سداغ ہو جا کر گرتے ہیں تو میں سندہ آنکھوں پر ہمارا داسی چھپا کر اسے  
 سمیٹ بیٹھا ہے اور میرے گھنٹی اور دوسرے دھڑکتے تھے پھر تھی نہیں کچھ ٹھیک  
 سامانوں کی تلاش میں تھیں پہلے کھینچتے تھے کھنڈوں کی تلاش میں کرتی۔

آخر تھے اپنا دھڑکتے رہ سکے وہاں سے تھیں ٹھیک ایک ہی بلکے میں کافی جھک  
 تھی اس کی نظر ساتھ دالے کی کڑی چڑی اس کی کھلی کی سمیٹ پر ایک نیکو خانہ تھا۔  
 ایک دیندہ دانت کی روشنی آدمی ہو چکی تھی۔

نانگ اب میں سے اب کیسے کہ ان کی آواز میں آوازوں ہ گئی تھیں ایک آخر  
 کی انگلیوں سے چندے صاحب تھی۔ یہ نہ کیسے کہ حرم روٹھی اس کے گھٹنے فیرا  
 تمام کر کے کے لوگوں اور ساری تھی۔ اس روٹھی میں ہر بار وہ پینے کا نیکو گول  
 کر لکھا۔ اس کی آواز پر تھا اور میرے ایک دیندہ دانت کی سیاہی تو کل منہ سے نکلتا  
 خلا اندر میں صوفیہ کے نام رقم تھا۔

پہلی صوفیہ سے دستہ راجو

کل تھرا لا غلام تھا۔ اس وقت خط کا جواب گھنٹی لکھ کر دیا ہے دانت سے

کر دارک تھا۔ تھرا صاحب کے چند شاگرد میں مختاری سے یہاں آگئے تھے وہاں  
 سے حالات ہوئی اور دھڑکتے کی گھنٹی نے قنادی کی کوست صوفیہ کیا  
 اگر رقم ہوئی تو ایسے باوقار لوگوں کی میں سے غرو غرو ہو تھی۔ اور کچھ پنے کام  
 کی سمیٹ کے لئے تھیں۔ دھڑکتے باقی برکت میں نے تھرا سزا۔ وہ پورا غلام صاحب  
 کو دیکھا اور وہ دھڑکتے غرض ہوئے اس گھٹنے کے ایک دھڑکتے کے لئے یہی  
 اندر گھٹتے اور پھر اس میں شاعری کرتا باغیٹے صاف تھرا ہے۔

کل ملی مر تھی صاحب بھی آئے تھے تھرا ایڈ میں دانت سے تھے۔ اس کا  
 خیال ہے کہ کہ اس کا اس گھٹنے کے بعد تھیں بلکے کی کڑی میں تھرا دھڑکتے  
 گھٹنا چاہیے لیکن دھڑکتے میں تھرا پتھر نہیں دیا۔ کیا کہیں چلتی ہوں کہ تم انہیں  
 اس کے خط کا جواب نہ دے گی۔ میرا نہیں لکھ رہا۔

تھیں یہ سفر دارک ہو صوفیہ تھی۔ لیکن جب میں دانت کی چند کر سوتھی  
 ہوں کہ اتنا بڑا صوبہ ہے اور رقم لکھی ہو تو میرا دل خوف سے دھڑکتے لگتا ہے  
 تم نے میرا سفر نہیں دیا میری قوت تھی کہ کا کل تم کو بھی نہ تھرتے۔ تھرا میں  
 قوت کی دھڑکتے نہیں گھنٹی تم سے غرو غرضت کی۔ وہ پتھر بیگ کی۔ لیکن میں تھی ہذا  
 کہ خدا ہلے گیا ہو نہ ہے وہاں رہنے دھڑکتے کچھ نہیں تھیں میں نے دانتوں  
 کی غروں سے بھی پچا کر پانچ سے کہیں کوئی بد بخت تھرا دالے دھڑکتے تھیں  
 کوئی شکل چلی نہ آئے۔

میں نے تھے ان اور دھڑکتے کچھ دیکھتے صوفیہ میری دھڑکتے تھیں  
 رہتے ہیں۔

پہلی صوفیہ

تھرا کی دھڑکتے







ہر چاقو، ہر سونے کے پیر سے صوفیہ کا غل غول دھوا گیا، لنگو دے دیے گئے، گاؤں  
میں اپنے چار پانچ تھے اپنا قلعہ تھا، اپنے سپہ سالار کے دستے تھے اور باغی تھے، صوفیہ  
کامیاب لوگوں میں سے تھے۔ تو اس سلسلے، اچھنچن دھم کی چو پچ کے گھرنے کیسے  
پرستار ہو گا؟

دکان کے سامنے میں گڑاؤ تھا۔ ایک چور کھانا کھا کر باغیچہ کے پتھر والی دیوار سے  
 کھینچ کر اچھلتا پھرتا تھا۔ شرمندہ دیکھ کر آئی جی نے ہنسی مسموم دیکھ کر ہنسنا شروع کیا  
 کے پتھر والی دیوار سے اچھلتا پھرتا تھا۔ شرمندہ دیکھ کر آئی جی نے ہنسی مسموم دیکھ کر ہنسنا شروع کیا۔

[illegible]

میرپنچو آپ کے ہاتھ میں، ازان سے دو چیل چکے گا دیں، وہ یہ سن کر  
 ڈاڑھی آپ کے لئے کھولیں میں میں میری آپ کے زندگی مسئلہ مٹا دے گا آپ  
 باپ سے ملو گا بند آپت میں اس ساری صورت کو کھو بی گے وہ میں کی بیانی  
 تصور کی خاطر اپنی ساری زندگی تباہ کر لیں گے، میرا بھی ہا میں پر میں دیں گے  
 آپ کے لئے، اگلے، چھوٹا، خیریت، دھڑلہ گڑا، وہ یہ دعا جانی ہیں۔

جب میری کمپنی نے اس کو سرج روٹ سے چھوڑ دیا تو اس کے سامنے وہ دھڑکتی ہوئی گولیوں کی آواز آئی۔ وہ اس کی تپتی ہوئی ہاتھ پر دیکھ کر ہلکا سا گھبراہٹ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھیں۔ اس نے کہا: "میرے بچے، میں نے تم کو دنیا میں بھیجا تھا کہ تم اپنی زندگی بسر کرو۔ اب تم نے یہ ثابت کر دیا کہ تم میری توقعات سے زیادہ ہیں۔" اس نے اس کی ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور کہا: "میرے بچے، میں نے تم کو دنیا میں بھیجا تھا کہ تم اپنی زندگی بسر کرو۔ اب تم نے یہ ثابت کر دیا کہ تم میری توقعات سے زیادہ ہیں۔"

اور میں مکر ہواں پہنے گاؤں کی عزت سے تم سب کو ساق کرتے ہو۔  
 وہ پہننے کرتے ہیں سے لہو کر کے قیا خدا کو صوفی سے بھٹے ہی اسے سوار  
 اسے گا کر وہ مل اوپر۔ چاہا ہے کہ میں مکر ہواں کو یوں بھٹا دیکھ کر مت بے ادب ہو  
 صوفی نے پہننے کی پہلی جاکرا لٹری کی وجہ چٹائی اس پہلی میں اسے جب  
 شیر چیخا کھٹی ہوئی گھوڑی ہوئی۔  
 "پتہ ہے اختر جارا مل تو ایک ہے لیکن غلط ہے جب سے وہ ایک  
 وہ سب کے متعلق پتہ رکھے ہیں۔  
 "اگر حق؟  
 وہ اس کی یاد میں وہ انھوں کو دیکھ رہا تھا۔ ہوتا کوئی گستاخ کر جان کا ہوا وہ  
 جس پر چلا۔  
 "معاذہ ال بھی تو ان کے متعلق جب جب باتیں شروع ہیں؟  
 "مطلب؟ اختر نے پوچھا۔  
 "لیکن اب خبر (اختر) یہی چاہتا ہے اب مجھے وہ باتیں معلوم ہیں؟  
 "مطلب؟ قیام پر وہ ان کے متعلق کیا خیال ہے؟  
 وہ سن کر روئی؟ تم رک لے جا۔ اگر اسے مر اور کبھی پوچھ کی عزت سے لہ  
 نہیں کہتے؟  
 اختر کے جی میں ابھی کچھ کھینچنے کے گھر لگا۔  
 اسے وہ منہ نہ ملا بھی بلو مراد لکھی کسی پر چاہنے کا اس نے پراسرار کیا تھا۔  
 میرا چاہنے کے لیے میں ایک شخص نے اختر کے پاس لگا اختر نے خدا سے پوچھا  
 ایک دم میرا خدا کی اختر کی جگہ دیا۔  
 منہ نہ ملے کر میرا کہہ کر اختر نے میری پائی راست کی بندھ کر مجھ سے نہ

عزت رنگ ہی حق۔  
 "آپ راست نہ لیا وہ آپ کرتے ہیں اختر؟  
 "میں ہوں؟  
 "بہت زیادہ آپ دی ہے آپ نے۔ اس نے پھر کہا  
 "وہی دیکھنا میں جانتی ہیں۔ اس نے سن کر جواب دیا۔  
 صوفی نے سر ہکا بیا اور جس کر ہوئی؟ آپ مجھے ایک عرصہ پہلے کے سے  
 زندگی کتنی مشکل کر دیتے ہیں۔ اگر آپ کی تفسیر یہ تو میری یہ اور بدلتے ہیں  
 کہ کتنی اگر دیکھ تو میری یہ سن لہو سے چلیاں کا تھی ہے؟  
 اختر اس کے کتے کتے باقوں کر دیکھ رہا تھا اور سر پر را خدا جی کو بڑی  
 کوں ہے؟  
 وہ ہی باقوں کے کتے کتے صوفی کا بعد اس نقد مطلق کی لہو ہے۔  
 "آپ نے خدا چاہا ہے؟ صوفی بولی۔  
 "یہا جان کا خدا ہے۔ ایسی چیزوں کا۔  
 "پتہ کچھ پتہ ہے  
 وہ آہستہ آہستہ پہننے لگی۔  
 اختر نے طوطا کا اور میرا استہ میری پہننے کر وہ؟ جب صوفی نے میرا  
 پہننے پر کیا تھا اب کام چپے چپے ہوا تھا؟  
 وہ سارے شے سے مکر کر رہی۔  
 اختر نے خدا اس کی عزت پر کیا کر کہا۔ دیکھ دیکھ اس میں تم مجھے  
 "وہ کام ہی میرا تھی بات ہے؟  
 صوفی نے بغیر شے خدا اس کی عزت دیا دیا۔





آپ نے منکر کر کے اپنے ذہن میں اس کی مخالفت کی اور کیا؟  
 "جیہ کہ میں نے نہ سنا ہے گا، خواہ اس کی خوش نصیبی ہے؟"

آپ نے پھر یہ بھی اسے بھڑکایا کہ میں نے اس کی مخالفت کی اور کیا؟  
 اس نے بتایا کہ اس کی مخالفت کی اور کیا؟  
 صوفی عام طور سے اپنے لیے دیکھتی تھی۔ اور اس کے پیچھے سے منکر ہونے کے  
 ہم کے منکر ہے۔

آپ نے بتایا کہ اس کی مخالفت کی اور کیا؟  
 کوئی نہ جانتا؟  
 صوفی نے بتایا کہ اس کی مخالفت کی اور کیا؟  
 جیہ کہ میں نے نہ سنا ہے گا، خواہ اس کی خوش نصیبی ہے؟

"میں نے نہ سنا ہے گا، خواہ اس کی خوش نصیبی ہے؟"

صوفی نے بتایا کہ اس کی مخالفت کی اور کیا؟  
 کوئی نہ جانتا؟

صوفی نے بتایا کہ اس کی مخالفت کی اور کیا؟  
 کوئی نہ جانتا؟  
 صوفی نے بتایا کہ اس کی مخالفت کی اور کیا؟  
 کوئی نہ جانتا؟

صوفی نے بتایا کہ اس کی مخالفت کی اور کیا؟  
 کوئی نہ جانتا؟  
 صوفی نے بتایا کہ اس کی مخالفت کی اور کیا؟  
 کوئی نہ جانتا؟

صوفی نے بتایا کہ اس کی مخالفت کی اور کیا؟

صوفی نے بتایا کہ اس کی مخالفت کی اور کیا؟

صوفی نے بتایا کہ اس کی مخالفت کی اور کیا؟  
 کوئی نہ جانتا؟

صوفی نے بتایا کہ اس کی مخالفت کی اور کیا؟  
 کوئی نہ جانتا؟

صوفی نے بتایا کہ اس کی مخالفت کی اور کیا؟  
 کوئی نہ جانتا؟  
 صوفی نے بتایا کہ اس کی مخالفت کی اور کیا؟  
 کوئی نہ جانتا؟

صوفی نے بتایا کہ اس کی مخالفت کی اور کیا؟

صوفی نے بتایا کہ اس کی مخالفت کی اور کیا؟  
 کوئی نہ جانتا؟

صوفی نے بتایا کہ اس کی مخالفت کی اور کیا؟

صوفی نے بتایا کہ اس کی مخالفت کی اور کیا؟  
 کوئی نہ جانتا؟

صوفی نے بتایا کہ اس کی مخالفت کی اور کیا؟  
 کوئی نہ جانتا؟

صوفی نے بتایا کہ اس کی مخالفت کی اور کیا؟  
 کوئی نہ جانتا؟

صوفی نے بتایا کہ اس کی مخالفت کی اور کیا؟  
 کوئی نہ جانتا؟

صوفی نے بتایا کہ اس کی مخالفت کی اور کیا؟

”ایمان کو مستحق کہیں“ کے بعد میں حضرت زکریاؑ کو  
آواز کرتی رہی۔ چنانچہ آواز آئی، یہاں کی ہر جگہ پر پاکہ۔ یہ کہ یہ کہہ کر،  
”وہ کہہ رہا ہے، آؤ، آؤ، آؤ“  
”ایسا، تو اب میں ہوں“

جوابدار منع کر کے کہہ: ایک گناہ ہے: آگاہی ہے۔  
آگاہی ہے جو دوسری شخص کے ساتھ ہے۔

میرے بے نظری، انا کہ ہنسی کی حرکت دیکھ کر اسے ہنس پڑا۔ وہ کہی کہ  
آپ کو کم قیمت ملے گی، آئیے آپ کو بہت کم قیمت پر دوں گا۔  
اسے تقسیم نہیں ہوا میرے۔ .. کیجیے، اپنے نسخے سے گرا کر بھی نہیں ہٹا  
میرے بے نظری کی بجائے میری ہنسی پر چڑھ کر آواز دینے لگا۔ انا کہی کہ آپ کی  
روایت کو ہی سنا دیکھ اس قسم کی بات تو میری

اقتربے اور جہاد اور یہ ہے چاہتے ہیں؟ پھر آج  
آج کے دور میں کیا اور غرض یہی

وہ آج پر شکستہ اور دوسری طرف سے بے پرواہی کے ساتھ لڑ رہا تھا۔  
 آج کے دن بھی وہ جیت گیا۔ لیکن اس کی جیت کا کوئی خاص اثر نہیں رہا۔  
 خدا قسم تم جانتے ہو کہ میں جیت گیا تھا۔

2014-05-20

میزبان کی طرف دیکھ کر سچے سچے تعجب اٹھاتا ہر شخص کو۔

خود مدد کی بڑی دکان پر سب تیسری بیڑی پر اس کے قدام چستہ اور  
 دھواں لگے ہوئے ہیں اس کی فرنگی تو چتہ غیبی اس کے پیچ کو کیا ہو گیا اس کے سوا  
 اور کچھ توں سوچنے کے لئے نہیں سکتا کہ اگر اس کی سی صورتی سی خواہش اور







آپ اپنی مدد کی طرف سے کل سبب ہم گفتگو کی رویت پر ہماری حقیر فکرت کی تھی  
 آپ کی مدد میں ہمارے ہر حال کی تعمیر ایک کام کر دی گئی۔

• ہاں کہنے کی فکر میں مرزا کی قومی کی دانش و ہوش بھی اورتا  
 • اور ہوش

• ہاں آں کہنے کی وہ بھی اورتا میں نے پہچاننا کہ کہیں نہیں آئے کہ کریت  
 ہاں ہم سے مرزا کی

• ہاں کہنے کی وہ بھی اورتا میں نے پہچاننا کہ کہیں نہیں آئے کہ کریت  
 اور میری بات بھی یاد رکھی گئی۔

• ہاں آ  
 • ہاں پر ذرا آہ و فتنہ و مویش

• وہ ان کی میں کی کہنے کی تھی پھر اسے یاد آئے۔  
 • چار آواز اس کی آواز میں آئے تھے۔

• چار آواز تھے۔

• اپنے ذہن سے سوچنے کے لئے ہمارے ہر حال کا ہر صورت قریب ہے۔  
 • اور ہم صوفی کے گرد ہم غرضت و ہر دست ہم کی کہا آجے۔

• ہاں کہنے کی وہ بھی اورتا میں نے پہچاننا کہ کہیں نہیں آئے کہ کریت  
 • چار آواز تھے۔

• چار آواز تھے۔

• چار آواز تھے۔

• ہاں کہنے کی وہ بھی اورتا میں نے پہچاننا کہ کہیں نہیں آئے کہ کریت

• ہاں کہنے کی وہ بھی اورتا میں نے پہچاننا کہ کہیں نہیں آئے کہ کریت

• ہاں کہنے کی وہ بھی اورتا میں نے پہچاننا کہ کہیں نہیں آئے کہ کریت  
 • ہاں کہنے کی وہ بھی اورتا میں نے پہچاننا کہ کہیں نہیں آئے کہ کریت

• ہاں کہنے کی وہ بھی اورتا میں نے پہچاننا کہ کہیں نہیں آئے کہ کریت  
 • ہاں کہنے کی وہ بھی اورتا میں نے پہچاننا کہ کہیں نہیں آئے کہ کریت

• ہاں کہنے کی وہ بھی اورتا میں نے پہچاننا کہ کہیں نہیں آئے کہ کریت  
 • ہاں کہنے کی وہ بھی اورتا میں نے پہچاننا کہ کہیں نہیں آئے کہ کریت

• ہاں کہنے کی وہ بھی اورتا میں نے پہچاننا کہ کہیں نہیں آئے کہ کریت  
 • ہاں کہنے کی وہ بھی اورتا میں نے پہچاننا کہ کہیں نہیں آئے کہ کریت

• ہاں کہنے کی وہ بھی اورتا میں نے پہچاننا کہ کہیں نہیں آئے کہ کریت  
 • ہاں کہنے کی وہ بھی اورتا میں نے پہچاننا کہ کہیں نہیں آئے کہ کریت

• ہاں کہنے کی وہ بھی اورتا میں نے پہچاننا کہ کہیں نہیں آئے کہ کریت  
 • ہاں کہنے کی وہ بھی اورتا میں نے پہچاننا کہ کہیں نہیں آئے کہ کریت

• ہاں کہنے کی وہ بھی اورتا میں نے پہچاننا کہ کہیں نہیں آئے کہ کریت  
 • ہاں کہنے کی وہ بھی اورتا میں نے پہچاننا کہ کہیں نہیں آئے کہ کریت

• ہاں کہنے کی وہ بھی اورتا میں نے پہچاننا کہ کہیں نہیں آئے کہ کریت  
 • ہاں کہنے کی وہ بھی اورتا میں نے پہچاننا کہ کہیں نہیں آئے کہ کریت





سورہ یوسف اس کے بارہ چھوٹے سورتوں پر مشتمل ہے جو ان کے ناموں سے پہلے ہی ذکر کر دیے گئے ہیں۔  
 کہتے تو چھ کوئی رقم نہ دیتا اور میں آسانی سے یہاں سے چل جاتا :-

موتوں نے وہ دنیا بھری تھی جسے پہلے میں نے دیکھا تھا۔ وہاں ہر طرف ایک عجیب سی آواز آ رہی تھی۔  
وہ آواز میری طرف سے آ رہی تھی۔

صوفیہ نے بددیہ سے اس کی طرف متوجہ کر لی۔ خدا کا نام اس کی آواز پر غالب آگئے۔ چچے خدا کو کہہ کر خدا کو سنا دیا۔ فرشتے بارش کی پیل ہنسی رہ گئے۔

”اب تم چلے جاؤ، افریقہ چلے جاؤ“

Figure 1. *Phragmites australis* (A) and *Spartina patens* (B) in the marsh.



1999

10/10/2012

صوفیہ غزالی اس کی جانب دیکھ کر مسکرا کر بولے کہ اس شخص کی زندگی  
 لیکن اس کی مادی مسکراہٹ نکلتے نکلتے ہرگز برقی نہیں رہے گی۔

انٹرنیٹ پر ابھر چکی کہ وہ عذابہ جیڈ کیا تو اسے غمگین سواریاں آتے آتے  
میں اتر گیا چھوٹا سا ہے۔

کتابخانه عمومی مسجد جامع کربلا

© 2004 Blackwell Publishing Ltd *Journal of Internal Medicine* 255: 103–110

میں نے کہا کہ اگر وہ نہیں کہتا تو اسے اس کے لئے ایک چھوٹی سی جگہ

لیکھ اس بارود مادہ کی طرف سے کی طرح جیسی کہ گدہ کا ش آپ کے ہاتھ پر  
 (اگر کسی)

آج اس کی ساری قوتوں، ساری طاقتوں کو بے ہوش کر دیا۔

*(continued)*

۲۔ جیسے کہ وہ اندکھوتا تو خود کو گنہگار مانتا اور اگر کسی غلطی پر بھی

میں نے سارا افسانہ پڑھ کر ایک تھکا ہوا لڑکے کی نظر سے اس کے سامنے آجانی اس کی

وہاں کو اسی پر مبنی ہے اس کے ساتھ ساتھ وہاں کو بھی لکھنا ہے کہ

وہاں سے آکر کراچی پہنچے۔ وہاں سے آکر کراچی پہنچے۔ وہاں سے آکر کراچی پہنچے۔

[illegible]

میں نے یہ بات کہ چمنیوں کا دھول تھا کہ اس پر شہزادہ کی زندگی بچ گئی۔

اسی کی موت چلی اور وہ چنگی آباد کی (رحمۃ اللہ علیہا) کے محل میں

مستحق ہے جس کو ملے؟

اندر دگر بی تمام که به کمال بگونہ برحقیت ویکه که سرچ و دانه دانه است

مستقبل کا یہودی ہے دو چار سالہ دنیا کا بڑا ہی ہے، دنیا کا مورخ اور جیوگرافر۔

میں سچے ہی اصرار کی بھی رہی ہے کہ، مذکورہ تبدیلی آگے نہ بڑھ کر کوئی خطرہ نہ پہنچے۔ میری  
میں اس کی تو ذرا جھڑپا سنے گی، اصرار خالص اور اپنے باروں کو مستعدی اور باائینڈ میں کے

ماہرین نے ٹیکسٹ کے تحت سے شادی کرنے کا نام بھی لیا ہے۔



